وستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا واحد اور اکیلا اخبار۔ رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۰۰

KHILAFAT LIBRARY

نور

قادیان دارالامان سے ۳/۱۷ کو شائع ہوتا ہے

مورخہ ۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء

جلد ۸ | ایڈیٹر محمد یوسف سابق سورن سنگھ ودّوان | نمبر ۱

ضوابط

عوام سے ۔ عار
مرائے عظام سے قیمت صر
کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور
ت کے اسمائے گرامی
ما درج ہونگے

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور
اور دیگر مذاہب پر آ
بیان کرنا ✣
(۲) آریوں اور عیسا
اسلام کو بچانا
(۳) الزامات کی گرد
چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دُور کرنا ✣
(۴) حضرت باوا نانک کی تعلیم کو سکھ صاحبان
میں پہنچا کر انھیں اسلام کی دعوت دینا ✣
(۵) گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی ✣

از ملفوظاتِ خلیفۃ المسیح حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب مرحوم

چند روز کا ذکر ہے کہ میں نے چرک اور سُشرت بذریعہ وی پی آپ سے منگوائے یہ دونو کتابیں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور میں پیش کیں۔ آپ نے بعد ملاحظہ آپ کی طرف اِن سطور کے لکھنے کا مجھے حکم فرمایا ✣ چرک اور سُشرت کی اشاعت کے ذریعے جو نیکی آپ نے ہندوستان پر کی ہے۔ بہت بڑی عظیم الشان ہے ہر طبیب کو ضرور شکر گذار ہونا چاہئے" (راقم محمد یوسف ایڈیٹر نور قادیان ضلع گورداسپور)

چرک اور سُشرت جن کا اوپر کی چٹھی میں ذکر آیا ہے ہندی طب کی قدیم ترین اور مُستند ترین تصانیف ہیں کے مکمل اور سلیس اُردو دان پبلک کے استفادے کے لئے کارخانہ ہذا کی طرف سے چھپکر شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے

سُشرت

بہت ہی پُرانی کتاب ہے۔ اِسکے مصنف مہاراجہ رامچندر جی کے ہمعصر تھے۔ اِس کتاب میں تشخیص الامراض علم العلاج اور حفظ صحت کے علاوہ جراحی کا بیان ایسی صحت اور تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ یورپ اور امریکہ کے محقق بھی آج تک کوئی ایسی بات نہیں دریافت کر سکے جس کا بیان اِس میں نہ ہو۔ ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے اور سہولیت کے لئے مشکل الفاظ کا فرہنگ اور فہرست مضامین بھی ساتھ لگادی گئی ہے۔

قیمت فی جلد مجلّد سات روپے (عہ) محصولڈاک وغیرہ ۶ر

چرک

کی تصنیف کو بھی لاکھوں ہی سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ تمام وید یک زبان اِس کتاب کو علم العلاج میں سند مانتے ہیں۔ درحقیقت یہ ہے بھی ایسی ہی چیز۔ اس کے نسخے ایسے پُر اثر ہیں۔ کہ باید و شاید۔ وید لوگ آج تک اِس کے نسخوں کو اسرار سینہ بسینہ تصور کرتے رہے ہیں۔ لیکن ہم نے عوام کے فائدے کے لئے اسکا لفظی ترجمہ شائع کر دیا ہے اور اِس ترجمے کو عام فہم اور سلیس بنانے کی کوشش کی ہے۔

قیمت فی جلد مجلّد سات روپے (عہ) محصولڈاک وغیرہ ۶ر

علاوہ ازیں

اشٹانگ ہردے

کا عام فہم اُردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے

سُشرت" اور "چرک" سے اُتر کر دوسرے درجے پر اِس گرنتھ کی سند مانی جاتی ہے۔ اِس کا طرز بیان ایسا سلیس اور عام فہم ہے کہ ہر شخص جسے علم طب سے ذرا بھی مس ہے۔ اِس سے بے مدد اُستاد پورا فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اس میں علم جراحی اور طب کا بیان پہلو بہ پہلو پڑھ کر وید ک طب کا گونہ لطف ہے۔ جو لطف وہ اُٹھائیگا۔ قیمت فی جلد مجلد پانچ روپے (صہ) محصولڈاک وغیرہ ۶ر

ملنے کا پتہ:- ویدراج سرداری لال منیجنگ ڈائرکٹر آیورویدک فارمیسیوٹیکل کمپنی لمیٹڈ (۱۵) گمٹی بازار لاہور (تار کا پتہ۔ رسائن لاہور)

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ معراج الدین صاحب چھپکر شیخ محمد یوسف صاحب کے لئے قادیان سے شائع ہوا)

سکھوں کا معرکۃ الآرا چیلنج منظور

KHILAFAT LIBRARY

۱۵ ستمبر کے خالصہ اخبار میں کوئی بھائی دیوا سنگھ "مرزائیوں کو معرکۃ الآرا چیلنج" کے زیر تحت سکرٹری انجمن احمدیہ سٹروعہ اور خاکسار ایڈیٹر نور کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:- ؎

سنبھل کے رکھو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

یہ معلوم کر کے کہ علاقہ گورداسپور میں متعددان مرز قادیان نے اپنی جبلی خو کے مطابق کچھ عرصہ سے دلیئے دنیاو مافیہا سری ست گورو نانک دیو جی مہاراج کے پاک مشن کے خلاف جہاد شروع کر رکھی ہے (ثبوت ؟) بندہ عقائد فرقہ احمدیہ کو حجت قاطع و برہان ساطع سے باطل ثابت کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے (رد کا کس نے ؟) اگرچہ خالصہ قوم کے برگزیدہ علماء کے مقابلہ پر میدان مناظرہ میں آنحضرات اکثر اوقات منہ کی کھا چکے ہیں (اکثر اوقات الگ ایک وقت کا نام تو لیجئے اسی پرچہ میں بھائی جہاں سنگھ اور خاکسار کا مناظرہ ملاحظہ فرمایئے جسے آپکی طرح بڑے طمطراق سے چیلنج دیا تھا) لیکن چونکہ بعض کوتاہ اندیش خاص ذاتی اغراض کو مدنظر رکھ کر مذہبی جہاد کی شکل میں انکی تکمیل کے لئے مستعد رہتے ہیں (وہی جو پہلے چیلنج دیتے ہیں) اور باوجود بار بار انہیں باطلہ و تخیلات فاسدہ کے رد کرنے کے نصائح ردیئے کے مطابق اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کا ثبوت دینے میں حجاب غیرت کو بالائے طاق رکھنے کو عار نہیں سمجھتے (پہلے چیلنج دینے والے) بنا بریں ایسے مخالفین مذہب حقیقی کو بذریعہ چیلنج ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ۱۵- اکتوبر ۱۶ء سے پیشتر مواضعات چک گوردیا سٹروعہ (ایسا عظیم الشان مباحثہ اور جگہ سٹروعہ قادیان و قریب تنگ نہ رکھ لیا جاوے - ایسے مباحثہ کے لئے تو لاہور موزوں ہو سکتا ہے منظور ہے تو اطلاع دو) یا جہاں جگہ مناسب سمجھیں خالصہ قوم کے مناظروں کے ساتھ

مضمون زیر بحث پر حقیقت افشائی کر سکتے ہیں امید ہے کہ اس مباحثہ میں آپکے مسیح موعود کی گزاف آرائیوں کی راز افشائی ہو کر انام عامہ پر اصل حال منکشف ہو جائیگا۔

مناظرہ میں مضمون زیر بحث یہ ہونگے

(۱) سری گورو نانک دیو جی نے کس مشن کی تبلیغ کی ہے ؟ (ہمارا یہ ایمان ہے کہ انھوں نے اسلام کی تبلیغ کی آپ اس کا رد کیجیئے) +

(۲) کیا مرزا قادیانی سچ مچ ملہم ربانی تھے ؟ (معیار صداقت قرآن مجید رہے گا) +

ہماری طرف سے بحث شریمان ماسٹر موتا سنگھ ایڈیٹر خالصہ اخبار لاہور اور سردار رام سنگھ صاحب سب ایڈیٹر خالصہ اخبار ہونگے (ایک مسئلہ میں ایک ہی مناظر ہوگا دو کی ضرورت نہیں البتہ دو مسئلوں میں الگ الگ دو مناظر ہو سکتے ہیں۔ اگر متذکرہ بالا تاریخ معینہ کے اندر اندر آپکی جانب سے کوئی جواب موصول نہوا۔ تو ہر ایک مہذب و انصاف پسند انسان یہ یقین کرنے میں حق بجانب ہوگا۔ کہ آپ محض سکھوں کی دلخراشی کے لئے ست گورو نانک دیو جی مہاراج جل شانہ کے خالص مشن کے متعلق کذب بیانی .... کرتے ہیں +

نور ذرا ان شرائط کو ملاحظہ فرمایئے۔ اگر منظور ہوں تو تاریخ مباحثہ سے کم از کم ۱۵ روز پہلے اطلاع دیجئے +

(۱) مباحثہ لاہور میں ہوگا اور ہر قسم کے انتظام کے ہر دو فریق بحصہ مساوی ذمہ وار ہونگے۔ (۲) مباحثہ کے لئے آخری ہفتہ یا اتوار یا اور تعطیلات کے ایام مقرر کئے جائیں تاکہ تعطیلات کی وجہ سے اہل دفاتر بھی شامل ہو سکیں (۳) حضرت باوا صاحب کو ولی اللہ اور مسلم ثابت کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ارشاد کے ماتحت خاکسار ایڈیٹر نور مناظر ہوگا + (۴) سکھوں کی طرف سے مناظرہ کیلئے ماسٹر موتا سنگھ ایڈیٹر خالصہ اخبار یا بھائی رام سنگھ سب ایڈیٹر خالصہ اخبار دونوں میں سے ایک ہوگا (۵) مناظرہ تحریری ہوگا یعنے مناظرہ کرنیوالا مقررہ وقت میں اپنے پرچہ لکھ کر کھڑے ہو کر حاضرین کو سنا دینگے (۶) پرچہ خود مناظر لکھے گا۔ (۷) ہر پرچہ مباحثہ کے وقت لکھا جائیگا۔ گھر سے لکھ کر لانیکی اجازت نہوگی۔ (۸) لکھنے کے لئے پرچے بھی عین مجلس مناظرہ میں ہی ہر دو مناظران کو دیئے جائینگے یعنی سکھ مناظر جو پرچہ لکھے گا ان کاغذات پر لکھنے سے قبل مسلمان احمدی ممبر مجلس کے دستخط ہونگے اور مسلمان احمدی مناظر جو پرچہ لکھے گا۔ ان کاغذات پر پرچہ لکھنے سے پہلے سکھ ممبر مجلس کے دستخط ہونگے تاکہ گھر سے کوئی ایک حرف تک بھی نہ لکھ کر لا سکے (۹) تین گھنٹہ پرچہ لکھنے کیلئے ہونگے۔ اور ایک گھنٹہ پرچہ سنانے کیلئے چونکہ باوا صاحب کے مسلمان ہونیکے مدعی ہم ہیں اسلئے طریق مباحثہ یہ ہوگا کہ پہلے خاکسار اپنے دعویٰ کے اثبات میں پرچہ لکھنا شروع کریگا اور وقت مقررہ میں مجلس کو سنا کر سکھ مناظر کو اپنا پرچہ جواب لکھنے کے لئے دیدیگا۔ اور پھر سکھ مناظر وقت مقررہ میں اپنا پرچہ اہل مجلس کو سنا کر جواب الجواب کیلئے وہ ہمارے حوالے کرینگے۔ چونکہ آٹھ گھنٹے سے زیادہ مخلوق کا بیٹھنا کسی صورت میں بھی ممکن نہیں ہے اس لئے دوسرے روز خاکسار وقت مقررہ پر جواب الجواب تحریر کرنا شروع کرے گا اور لکھنے کے بعد وہ پرچہ مجلس کو سنایا جائے گا۔ اس پر مباحثہ ختم ہو جاوے گا۔ ہر فریق کی طرف سے انتظام مجلس اور شرائط مقرر کردہ کے نفاذ اور ان کی خلاف ورزی کے انسداد کے لئے ایک ایک پریزیڈنٹ ہوگا جسے ہر فریق اپنی مرضی سے مقرر کریگا لیکن درصورت اختلاف ہر دو پریزیڈنٹاں ایک تیسرا پریزیڈنٹ عیسائی یا آریہ ہوگا۔ اور فریقین کی رضامندی سے ہوگا + جو مناظر کسی شرط کی خلاف ورزی کرے گا یا اپنی تحریر میں کوئی بے جا حملہ کرے گا۔ یا مقررہ کردہ بحث کے علاوہ کسی اور بات پر گفتگو کرے گا۔ یا اور کوئی ایسی حرکت کرے گا جو خلاف آداب مناظرہ ہو۔ اسے پریزیڈنٹ روک سکتا ہے اور پریزیڈنٹ کے روکنے پر اسے رک جانا پڑے گا۔ ہاں اگر اس کا اپنا پریزیڈنٹ روکنے کو ناجائز سمجھے اور اس طرح فریقین کے پریزیڈنٹوں میں اختلاف ہو تو تیسرے پریزیڈنٹ کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ اور جو وقت اس اختلاف کے تصفیہ کے لئے خرچ ہوگا۔ وہ اصل وقت میں محسوب ہوگا +

ہر پرچہ جب لکھا جا چکے۔ تو فریقین اور تینوں پریزیڈنٹوں کے دستخطوں کے بعد جواب کیلئے فریق ثانی کو دیا جائے گا +

نوٹ یہ اختیار ہے کہ ایکدن ایک پرچہ ہو یا ایکدن دو ہوں ہمارے خیال ایک دن ایک پرچہ ٹھیک رہے گا۔ کیونکہ ایک پرچہ تیار ہونے میں وقت لیگا اور ہر روز مباحثہ ۸ بجے شروع ہو اور ۱۲ بجے ختم +

بسم اللہ الرحمن الرحیم + نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار نور- قادیان

۳- اکتوبر ۱۹۱۶ء

جنگِ احسن

سکھوں سے مباحثہ اور کامل فتح

KHILAFAT LIBRARY

۳- ستمبر کے پرچہ میں شرائط کے متعلق مفصل لکھا گیا تھا۔ لہذا اب اسکے اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے بھائی جہان سنگھ صاحب سکھ مناظر کو اور امور سے تو اتفاق تھا۔ البتہ وقت کے متعلق ان کو اعتراض تھا کہ تم مدعی بنکر زیادہ وقت لے جاؤ گے۔ اور ہمارے حصہ میں کم وقت آئے گا + اسکے جواب میں مَینے لکھا کہ عدالتوں کا بھی یہ طرز ہے۔ پہلے مدعی اپنا دعوےٰ بیان کرے۔ پھر مدعا علیہ جرح کرے۔ اور پھر مدعی جرح کا جواب دے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت باوا صاحب مسلمان تھے۔ اس لئے ہم ہی اس دعوے کے مدعی بن سکتے ہیں اور اگر آپ کو یہ فکر ہے کہ ہم زیادہ وقت لے جائینگے۔ تو پھر آپ مدعی بنجائیں اسپر سکھ مناظر نے یہ جواب دیا۔ کہ "باوا نانک کے مسلمان ہونے کے مدعی ہم ہونگے" جس کا مَینے یہ جواب دیا کہ باوا صاحب کا مسلمان ہونا ثابت کرنا یہ تو نفی دعویٰ یا ہمارے دعویٰ کا جواب ہے یہ آپ کے دل میں کیوں خیال پیدا ہؤا کہ "باوا صاحب مسلمان نہ تھے" اس لئے کہ کوئی یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ اور جب تک آپ مدعی کے دعویٰ کو نہیں مانیں گے۔ تب تک آپ جرح کس پر کرینگے مگر ہماری خط وکتابت ایسے صاف اور بالکل واضح اور سیدھے سادھے مسئلہ کو سمجھانے سے قاصر رہی صرف ایک دن بیچ میں تھا۔ آخر یہ قرار پایا کہ یہ بات وہاں جاکر ہی طے کی جاوے۔ خاکسار اور میرے معزز بھائی شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری حضرت کے ارشاد سے ۹ تاریخ کو صبح ۲ بجے قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور ہم نے صبح کی نماز بٹالہ میں مستری عبدالکریم صاحب کے ڈیرہ پر پڑھی۔ اور صبح سات بجے گاڑی پر سوار ہوئے اور ۸ بجے کے قریب ہم امرتسر پہنچے۔ آگے جالندھر جانیوالی گاڑی فاسٹ پاسنجر تیار تھی ہمارے پاس انٹر کا ٹکٹ تھا۔ جب ہم نے انٹر کے خانہ میں اسباب رکھا اور بیٹھ گئے۔ اور چند جنٹلمین پہلے بھی اس گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے ہماری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب ہم نے یہ دیکھا کہ چند منٹ کے بعد پچیس تیس سپاہی زبردستی اس خانہ میں آگھسے۔ اور ان سب کے پاس تیسرے درجہ کا ٹکٹ تھا۔ اور انھوں نے مسافروں کو تنگ کرنا شروع کیا کہ تم اس کمرہ سے نکل جاؤ یہ کمرہ ہمارے لئے ہے ہم نے ایک ٹکٹ کلکٹر کی توجہ کو اس طرف منعطف کرایا کہ یہ سب تھرڈ کلاس کے مسافر ہیں جو انٹر کے خانہ میں بیٹھ کر انٹر کے مسافروں کو بے طرح تنگ کر رہے ہیں۔ ٹکٹ کلکٹر نے انھیں کمرہ سے باہر نکل جانے کے لئے کہا مگر وہ اُس کے کہنے کو قطعاً خاطر میں نہ لائے اور اُسی کمرہ میں ڈٹے رہے۔ اتنے عرصہ میں گاڑی چل پڑی +

اب سوال یہ ہے کہ اگر تھرڈ کلاس کے پاسنجر انٹر میں سفر کر کے انٹر کلاس کے مسافروں کا دم ناک میں کرتے رہیں تو پھر ریلوے انٹر کلاس کو اڑا کر تھرڈ کلاس کیوں نہیں کر دیتی اور ریلوے جو انٹر کلاس کے مسافروں سے تقریباً دُگنا کرایہ لیتی ہے اور پھر تھرڈ کلاس کے مسافروں اور انٹر کے مسافروں میں کچھ فرق نہیں کیا جاتا۔ ایک تھرڈ کا مسافر بے تحاشا اور بلا روک ٹوک انٹر میں سفر کر کے انٹر کے مسافروں کا دم ناک میں کر دیتا ہے اور باوجود توجہ دلانے کے بھی کچھ شنوائی نہیں ہوتی تو پھر کیوں نہیں انٹر کی امتیاز کو اُڑا دیا جاتا۔ مسافر تقریباً دُگنا کرایہ بھی دیں اور پھر ریلوے کے نزدیک تھرڈ اور انٹر کی وقعت ایک ہی ہو۔ تو پھر یہ امتیاز محض کرایہ کے دُگنے ہونے تک ہی رہ جاتا ہے اور اس سے زیادہ اسکی اور کوئی وقعت نہیں رہتی۔ اور یہ ریلوے بورڈ کے انتظام پر سخت حرف ہے کہ وہ مسافروں سے کرایہ تو لے دُگنا۔ ایک کی جگہ تقریباً دو۔ اور اس سے سلوک روا رکھا جاوے علہ رکرایہ دینے والوں کا سا۔ ریلوے بورڈ کو چاہئیے کہ یا تو وہ اس کا انتظام کرے اور اگر انتظام کرنے سے قاصر ہے تو پھر انٹر کے امتیاز کو اُڑا دیا جاوے۔ امرتسر سے لیکر جالندھر تک تھرڈ کلاس کے سپاہی مسافروں نے انٹر کلاس کے مسافروں کا دم ناک میں کر دیا۔ انکی نا واجب حرکات صرف زبان کی درشتی تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ جو چیز انکے ہاتھ چڑھتی اسے پوری طرح اپنے قبضہ میں لانے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے میری اور ایک ہندو جنٹلمین جو اپنے آپ کو نکودر کا اسٹیشن ماسٹر بتلاتے تھے۔ ان سپاہیوں نے دونو کی چھڑیوں کو گم کر لیا۔ اور ہم نے بڑی حکمت عملی سے ان چھڑیوں کو ان سے حاصل کیا۔ ہم نے گاڑی تو پھگواڑہ بدلنی تھی مگر ان تکالیف سے تنگ آکر تقریباً سب انٹر کلاس کے مسافروں نے جالندھر شہر میں گاڑی کو خالی کر دیا۔ جالندھر سے نواں شہر جانیوالی گاڑی تقریباً ۱۲½ بجے روانہ ہوتی تھی ۳½ گھنٹے کا وقفہ تھا سامان پارسل آفس میں رکھ کر ہم شہر چلے گئے۔ اور واپس آکر ۱۲½ بجے نواں شہر جانیوالی گاڑی میں سوار ہوئے جب ہم پھگواڑہ پہنچے تو آگے اسٹیشن پر ہمارے معزز دوست بابو محب الرحمٰن صاحب موجود تھے۔ انھوں نے کہا کہ ہم پہلی گاڑی میں بھی آپ کو دیکھ چکے ہیں۔ جناب مفتی محمد حسین صاحب نے (پوسٹ ماسٹر صاحب پھگواڑہ) آپ کے کھانے کا انتظام بھی کر رکھا تھا پہلی گاڑی میں آپ کی اشد انتظاری تھی۔ مَینے تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مفتی صاحب کی خدمت میں میری طرف سے السلام علیکم عرض کر دیں +

۳½ بجے کے قریب ہماری گاڑی نواں شہر پہنچ اسٹیشن پر چودھری غلام احمد خاں صاحب کریام اور چودھری عبدالسلام صاحب کاٹھ گڈھی موجود تھے۔ ہم ۴½ کے قریب کریام پہنچے۔ کریام پہنچتے ہی ہم نے سب سے پہلے یہ بات کہی کہ آج ہی سکھ مناظر کے ساتھ شرائط کا تصفیہ کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ کل تاریخ مناظرہ ہے کل تصفیہ ہونا بہت مشکل ہے +

چنانچہ اسی وقت اس گاؤں میں جو کریام سے شاید ایک کوس کے فاصلہ پر ہوگا۔ ایک آدمی

KHILAFAT LIBRARY

کو روانہ کیا گیا جو شام کے وقت واپس آیا اور کہا کہ سکھ مناظر بھائی جہان سنگھ آج اپنے گاؤں میں نہیں ہیں۔ ہم بہت حیران ہوئے کہ جس امر کا ہمیں خطرہ تھا اور جس کے طے کرنے کے لئے ہم نے تمام رات بے آرامی میں گذاری۔ وہ خطرہ رفع ہوتا نظر نہیں آتا۔ ہم چاہتے تھے کہ شرائط وغیرہ کا تصفیہ قبل از مباحثہ طے کر لیتے مگر یہ ہوتا نظر نہیں آتا۔ اور ایسا ہو کہ ہمیں عین مجلس مباحثہ میں اس کا تصفیہ کرنا پڑے اور پبلک کا وقت یونہی ضائع ہو +

آخر ہم نے صبح اٹھ کر نماز کے بعد فوراً آدمی کو بھائی جہان سنگھ کی طرف دوڑایا۔ اور ۸ بجے کے قریب بھائی جہان سنگھ صاحب ہمارے پاس پہنچے ہم نے یہ کہا کہ اور شرائط تو ہمارے اور آپ کے درمیان سب طے ہو چکی ہیں۔ صرف مدعی کا سوال باقی رہ جاتا ہے۔ زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ حضرت باوا صاحب مسلمان تھے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ نہ تھے۔ از روئے اصول اس میں مدعی ہمیں ہونا چاہیئے۔ مگر بھائی صاحب اس بات پر زور دے رہے تھے کہ ہمیں مدعی ہونگے۔ سوال کیا گیا کہ آپ کس بات کے مدعی ہونگے جواب ملا کہ "باوا صاحب کے مسلمان نہ ہونے کے۔" ہم نے کہا کہ یہ تو نفی دعوٰی یا ہمارے دعوٰی کا جواب ہے اور جب تک دعوٰی پیش نہیں کیا جاتا آپ نفی کس کی کرینگے اور جواب کس کا دینگے مگر بھائی صاحب کو سمجھاتا کون۔ آخر وقت تنگ دیکھ کر ہم نے یہ کہا کہ آپ اس بات کے تو مدعی بن سکتے ہیں کہ باوا نانک صاحب سکھ تھے مگر آپ اس بات کے ہرگز مدعی نہیں بن سکتے کہ باوا صاحب مسلمان نہ تھے۔ سو بحث کو نپٹانے کے لئے اور تضیع اوقات سے بچنے کے لئے دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک مسئلہ یہ کہ حضرت باوا صاحب مسلمان تھے۔ ہم مدعی ہیں اور دوسرا مسئلہ یہ کہ حضرت باوا صاحب سکھ تھے آپ مدعی ہیں۔ اور آج ہم مدعی رہیں گے اور کل آپ۔ وہاں تو بھائی صاحب نے اس امر کو مان لیا ہم نے کہا چلو فیصلہ تو ہو گیا مضائقہ نہیں۔ ایک دن کی بجائے دو دن بحث نے سہی لیکن پبلک کو مایوسی تو نہیں ہوگی۔ مقام مباحثہ کریام سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہوگا +

بھائی صاحب سے شرائط طے کرنے میں اور کھانا کھانے میں وقت کچھ زیادہ لگ گیا۔ اس لئے ہم جلدی جلدی روانہ ہوئے۔ اتفاق سے اس روز میری ٹانگ میں بہت درد تھی چلنا مشکل ہو رہا تھا۔ ایک قدم بھی اٹھانے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ مگر دوسری طرف یہ خیال تھا کہ وقت پر ضرور پہنچنا چاہیئے اسی دوڑ دھوپ میں ایک طرف ٹانگ میں درد تھا دوسری طرف پاؤں میں بے طرح آبلے پڑ گئے اور تادم تحریر چلنا پھرنا محال ہو رہا ہے۔ آخر خدا خدا کر کے ہم میدان مناظرہ میں پہنچے۔ آگے حسن اتفاق ہماری میز کرسی بھی دھوپ میں ہی رکھی ہوئی تھی اُسے سایہ میں کیا گیا۔ دھوپ کی گرمی اور ٹانگ میں درد اور پاؤں کے آبلوں نے اسقدر بے تاب کر دیا۔ سمجھو کہ ٹھیک ایک گھنٹہ کے بعد کچھ آرام ہوا اور مباحثہ شروع ہونے لگا قریب تھا کہ میں پرچہ لکھنا شروع کرتا کہ بھائی جہان سنگھ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کے مباحثہ میں باوا صاحب کے مسلمان نہ ہونے کے مدعی ہم ہیں۔ ہماری طرف سے پریزیڈنٹ مولوی شیخ عبدالرحمن صاحب مصری تھے اور سکھ صاحبان کی طرف سے کوئی باوا ہر سنگھ صاحب تھے اور ثالث پریزیڈنٹ لالہ شمبر دیال ساہوکار نواں شہر تھے۔ میں نے کھڑے ہو کر یہ کہا کہ ہم اور آپ زیر بحث مسائل طے کر چکے ہیں اس لئے ہمیں ان کا پابند رہنا چاہیئے آپ از سر نو یہ جھگڑا شروع کر کے کیوں خواہ مخواہ اپنا اور پبلک کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ مگر مانتے کون۔ بھائی صاحب یہ کہتے ہوئے چلے جا رہے تھے کہ "باوا صاحب کے مسلمان نہ ہونے کے مدعی ہم ہونگے۔ آخر میں نے کھڑے ہو کر اس امر کو واضح کیا کہ بھائی صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں کہ حضرت باوا صاحب مسلمان نہ تھے۔ یہ تو نفی دعوٰی ہے نہ کہ دعوٰی۔ جب تک ہم پیش نہ کریں کہ ان ان دلائل کی بنا پر حضرت باوا صاحب مسلمان تھے تب تک آپ فرماویں تردید کس کی کرینگے۔ اور آپ کے دل میں یہ سوال کیوں پیدا ہوا ہے کہ باوا صاحب مسلمان نہ تھے۔ اس لئے کہ ایک فریق ہے جو یہ کہہ رہا ہے کہ حضرت باوا صاحب مسلمان تھے۔ اور جب تک ان کے دلائل نہیں سنینگے رد کس کا کرینگے یہ ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ دعوٰی پیش کرنیوالا مدعی ہوتا ہے نہ کہ دعوٰی کی تردید کرنیوالا۔ تمام حاضرین نے متفق ہو کر خواہ وہ مسلمان تھے یا ہندو۔ یہ کہدیا کہ مدعی آپ کو ہونا چاہیئے۔ مگر بھائی صاحب کو کون سمجھائے۔ بھائی صاحب یہ کہے جا رہے تھے۔ کہ "باوا صاحب کے مسلمان نہ ہونے کے مدعی ہم ہونگے۔" آخر یہ کہا گیا۔ کہ چلو جو ثالث پریزیڈنٹ فیصلہ کرے اُسے منظور کیا جاوے۔ خواہ وہ آپ کے حق میں ہو یا ہمارے حق میں۔ مگر سکھ صاحبان نے اس سے بھی انکار کر دیا کہ ہم ثالث پریزیڈنٹ کا فیصلہ ہرگز نہیں مانیں گے۔ اور "باوا صاحب کے مسلمان نہ ہونے کے مدعی ہم ہونگے" سخت پریشانی کہ اے خدایا کیا کیا جاوے آخر میں نے کھڑے ہو کر یہ کہدیا۔ کہ اگر بھائی صاحب کو مدعی بننے کا شوق ہی ہے تو وہ اس بات کے مدعی بنیں کہ باوا صاحب سکھ تھے اور آج بیشک بھائی صاحب باوا صاحب کے سکھ ہونے کے مدعی رہیں اور کل ہم باوا صاحب کے مسلمان ہونے کے مدعی بنینگے۔ میرے اس کہنے پر پنڈال مباحثہ تالیوں سے گونج اٹھا۔ مگر میرے معزز بھائی شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے تالیوں سے منع فرمایا کہ یہ اسلام کی تعلیم نہیں ہے۔ جزاک اللہ وغیرہ کہنا چاہیئے اور بھائی صاحب نے بھی منظور کر لیا مگر میں خوب سمجھتا تھا کہ بھائی صاحب نے محض دفع الوقتی کے لئے کل ہمارا مدعی ہونا منظور کر لیا ہے ورنہ بھائی صاحب کل بالکل نہیں آئینگے۔ اس لئے میں نے پریزیڈنٹ صاحب شیخ عبدالرحمن مصری کو یہ کہا کہ آپ فرماویں کہ آج بھائی صاحب کا مدعی ہونا مشروط ہے۔ کل ہمارے مدعی ہونے کے ساتھ یعنی یہ اسی صورت میں آج مدعی بن سکتے ہیں اگر یہ عہد کریں کہ کل ہم مدعی بنینگے۔ یہ سنکر تو سردار صاحب کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور فرمانے لگے کہ "کل بھوگ" پڑھنا ہے اس لئے میں کل نہیں آسکوں گا۔ ہم نے کہا اگر آپ کل نہیں آ سکتے تو پھر آج آپ مدعی بھی نہیں بن سکتے

آخر اسی ردوکد میں بارہ بج گئے۔ آخر لے دے کر یہ طے پایا کہ بقیہ جو چار پانچ گھنٹے وقت رہتا ہے اُس میں نصف میں بھائیصاحب مدعی رہیں اور نصف میں ہم۔ مگر بھائیصاحب نے یہ کہا کہ پہلے حصہ میں تم مدعی ہوگے۔ اور آخری حصہ میں ہم۔ اگرچہ ازروئے شرائط پہلے حصہ میں بھائی صاحب کو مدعی ہونا چاہیئے تھا۔ مگر ہم نے محض طول امل سے بچنے کے لئے اور حاضرین کو زیادہ انتظاری سے بچانے کے لئے پہلے ہم نے مدعی ہونا منظور کیا۔ اور آخر وقت میں بھائیصاحب کو مدعی رکھا۔ پھر بھائیصاحب نے یہ کہا کہ مجھے مددگار کی ضرورت ہے جس پر خاکسار نے کھڑے ہو کر یہ کہدیا کہ مجھے خدا کی مدد کافی ہے۔ ہاں بیشک آپ انسانی مدد لے سکتے ہیں بھائی صاحب نے اپنے میں سے ایک آدمی کو مدد کے لئے اپنے پاس بٹھا لیا۔ اور خدا خدا کر کے مباحثہ شروع ہوا۔ قبل از مباحثہ میں نے کھڑے ہو کر یہ کہدیا کہ ہمارا مدار دعویٰ اقوال باوا نانک اور گرنتھ صاحب آد ہوگا۔ ہاں تائید میں ہم اور اقوال پیش کر سکتے ہیں جسے بھائی صاحب نے بھی منظور کر لیا۔ مگر بھائی صاحب نے عمل ایک منٹ کے لئے بھی نہ کیا۔ چونکہ بجائے چھ گھنٹہ کے وقت دو گھنٹہ ایک مباحثہ کے لئے اور دو گھنٹہ دوسرے مباحثہ کے لئے رہ گیا تھا۔ اس لئے پرچہ لکھنے کے واسطے پہلے پرچہ کے لئے نصف گھنٹہ لکھنے کے واسطے۔ اور پندرہ منٹ سنانے کے واسطے اور دوسرے پرچہ کے لئے ۱۵ منٹ لکھنے کے لئے اور صرف ۱۰ منٹ پرچہ سنانے کے واسطے حصہ میں آئے تاہم اسی ۴۵ منٹوں میں جو کچھ لکھا گیا ناظرین پرچہ پڑھ کر پکار اُٹھینگے کہ یہ محض اللہ تعالےٰ کی نصرت اور فضل ایزدی کا ہاتھ تھا کہ جس نے ایک گھنٹہ میں اس قدر لکھوایا۔ جبکہ سینکڑوں آدمیوں کی چیں پیں توجہ کو ہر لمحہ بے طرح منتشر کر رہی تھی۔ اور گو معقار مجلس سے بعض کی زور زور سے چیخیں مارنے کی آوازیں بھی آتی تھیں اور ایک بھائی صاحب نے اُٹھ کر رقص بھی کرنا چاہا جسے سکھ پریذیڈنٹ نے کمال دبدبہ اور رعب سے اُسے اِس حرکت سے باز رکھا۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسی گڑبڑ اور چینا چاخی میں اپنی توجہ کو قائم رکھ کر ۴۵ منٹ میں اس قدر لکھ لینا یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل تھا +

KHILAFAT LIBRARY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خاکسار ایڈیٹر نور کا پرچہ

حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ مسلمان تھے

اس وقت حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تین قسم کے خیالات لوگوں میں اپنا کام کر رہے ہیں ایک وہ جو یہ کہتے ہیں کہ باوا صاحب ہندو تھے ایک وہ جو یہ کہتے ہیں کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ سوم وہ جو یہ کہتے ہیں کہ باوا صاحب نہ ہندو تھے اور نہ مسلمان۔ بلکہ انھوں نے ان دونوں سے الگ تھلگ ایک تیسرا مذہب نکالا اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ازروئے دلائل حقہ کس کا دعویٰ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اور کون حق پر ہے سب سے اوّل ہم اُن لوگوں کے دعویٰ کی پڑتال کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت باوا صاحب ہندو تھے۔ اب ہم اوّل ہندوؤں کے مسلمہ عقائد کو لیتے ہیں اور پھر دیکھینگے کہ حضرت باوا صاحب ہندوؤں کے عقائد کے متعلق کیا فرماتے ہیں ہندوؤں کے موٹے موٹے مسلمہ عقائد یہ ہیں :۔

(۱) وید سمرتی پران (۲) جاتی ورن (۳) اوتار (۴) دیوی دیوتا (۵) مورتی پوجا (۶) سندھیا ترپن (۷) سوتک پاتک (۸) مردے کو جلانا +

اب ہم ان سب دعووں کے متعلق حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا فتوےٰ ڈھونڈتے ہیں کہ حضرت باوا نانک صاحب ہندوؤں کے اِن مسلمہ عقائد کے متعلق کیا فرماتے ہیں :۔ اگر آپ ہندوؤں کے مسلمہ عقائد کی تائید فرماویں تو ہم کہدینگے کہ حضرت باوا صاحب ہندو تھے کیونکہ ایک ہندو کی یہی نشانی ہے کہ وہ ہندوؤں کے مسلمہ عقائد کے متعلق کثرت سے اتفاق رکھتا ہو۔ کوئی آدمی ہندوؤں کے مسلمہ عقائد کی تردید کرتا ہوا ہندو نہیں رہ سکتا +

وید اور باوا صاحب

ویدوں کا عقیدہ ہندوؤں میں ایک نہایت ہی زبردست عقیدہ ہے۔ سناتنی ویدوں کے پیرو۔ آریہ ویدوں کے پیرو۔ غرضیکہ ہندوؤں کا ایک بڑا بھاری

سردار مہاں سنگھ کا پرچہ

باوا نانک مسلمان نہ تھے

اونکار

سری واہ گروجی کی فتح۔ پیارے ناظرین آپ اب جناب محمد یوسف صاحب کی تقریر سن چکے ہیں جناب ماسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ سری گورو نانک صاحب ہندو مت کے کل عقائد کی تردید کرتے ہیں۔ پیارے ناظرین میں اس پوائنٹ کے متعلق کچھ نہیں کہنے لگا میرا ٹھیک ٹھیک یہ پوائنٹ ہوگا۔ کہ باوا نانک اسلامی نہ تھے۔ پیارے ناظرین گورو صاحب جی کی مہان تو تر بانی گورو گرنتھ صاحب میں اسلام کی نسبت اس طرح لکھا ہے جسکی تشریح پرم پیارے دوست محمد یوسف جی خود ہی کر چکے ہیں جیسا کہ گورو جی نے لکھا ہے :۔

تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائی
آد گرنتھ سری راگ محلا پہلا۔ اس جگہ جو ارتھ جناب ماسٹر محمد یوسف صاحب نے کیا ہے وہ کسی جگہ نہیں ملتا۔ ہاں ٹھیک اس کا ارتھ یہ ہے کہ جن لوگوں نے تیس روزے رکھے اور پانچ وقت کی نمازیں پڑھیں ان کا نام شیطان ہے

٭ نور آپ دیکھیں کہ دیگر بڑے بڑے سکھ ودوان گیانیوں

بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ ۶

حصہ ویدوں کا عقیدت مند ہے - اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ویدوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں - آیا ہندوؤں کے ساتھ ہیں یا ان کے برخلاف ہو کر ویدوں کی مخالفت میں اپنی آواز کو بلند کرتے ہیں چنانچہ سورٹھ محلا پہلا میں حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں :-

پنڈت میل نہ چوکئے جو وید پڑھے جگ چار

اے پنڈت اگر تو ست یگ سے لے کر ترتیا دوا پر کل یگ یعنی شروع دنیا سے لیکر اخیر دنیا تک بھی ویدوں کو پڑھتا رہے تو بھی ہرگز ہرگز جو دل کی میل اور من کی کدورت ہے اور پاپوں کی آلائش ہرگز ہرگز دور نہیں ہو سکتی - اس جگہ حضرت باوا صاحب نے صاف صاف فرما دیا کہ ویدوں کے پڑھنے سے دل صاف نہیں ہو سکتا اسپر اکتفا نہیں ہے - آگے حضرت باوا صاحب ویدوں کے متعلق یہ فرماتے ہیں

مارو محلا پڑھ رہے سگلے وید نہ چوکے من بھید

یعنی تمام وید پڑھ لو - رگ - سام - یجر - اتھروید - اور شروع سے لے کر آخر تک غور و خوض سے پڑھو مگر پھر بھی جو دلی سکینت اور دلی اطمینان ہے وہ ہرگز ہرگز نصیب نہیں ہو سکتا - بلکہ دلی وساوس جوں کے توں قائم رہتے ہیں ◆

KHILAFAT LIBRARY

ملار محلا ۳ پڑھ پڑھ پنڈت من تھکے ویدوں کا ابھیاس
ہر نام چیت نہ آوے نہ نج گھر ہوئے واس

یعنی بڑے بڑے پنڈت بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے مگر وہ معرفت و شانتی و موکش اور نجات سے بیگانہ ہی رہے - وقت تنگ طوالت مانع ورنہ اور بھی کثرت کے ساتھ شلوک پیش کئے جا سکتے تھے - فی الحال اسی پر اکتفا کی جاتی ہے ◆

اب ہم ہندوؤں کے دوسرے عقیدہ - ذاتی امتیاز اور چھوت چھات کے مسئلہ کو لیتے ہیں

جاتی ورن اور باوا صاحب

ہندوؤں کے ہاں چھوت چھات کا مسئلہ بہت ہی زبردست حکومت رکھتا ہے اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت باوا صاحب ہندوؤں کے اس مایہ ناز مسئلہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں - پیشتر اسکے کہ ہم حضرت باوا صاحب کی رائے اس مسئلہ کے متعلق پیش کریں بہتر ہوگا کہ پہلے یہ بیان کیا جاوے کہ ہندوؤں کے ہاں اس مسئلہ کو کس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے - قومیت اور فرقوں کے لحاظ سے ہندوؤں کے ہاں چار اقسام پائی جاتی ہیں - اول برہمن - دوم چھتری - سوم ویش - چہارم شودر ◆

اب ان ہر چہار کے حقوق میں زمین و آسمان کا فرق ہے - اور خصوصاً شودروں کو تو آدمیوں میں کیا بلکہ حیوانوں میں بھی شمار نہیں کیا جاتا - چنانچہ منوجی مہاراج منو دھیائے ۲ شلوک ۶۱ میں لکھتے ہیں کہ :- شودر کے راج میں نہیں رہنا چاہیئے

پھر منو دھیائے ۴ شلوک ۸۰ میں یہ لکھا ہے کہ :-

کہ شودر کو عقل نہ دو - اور شودر کو دھرم اور وید کا اوپدیش نہ کرو -

اسی پر بس نہیں ہے پھر آگے جا کر لکھا ہے کہ پاؤں سے پیدا شدہ شودر اگر برہمن - ویش - چھتری کو برے الفاظ سے یاد کرے تو راجہ اسکی زبان نکال دے -

پھر آگے جا کر لکھا ہے کہ

اگر شودر اونچی ذات والوں کے نام لے کر بکارے تو دس انگل لانبی لوہے کی سیخ سرخ انگار کی طرح کرکے اس کے حلق میں ٹھونس دینی چاہیئے ◆

پیارے ناظرین جب گوروجی نماز پڑھنے اور روزے رکھنے والے کو شیطان کہتے ہیں کیا گوروجی اسلامیہ مانا جائے گا ہرگز نہیں - اگر گوروجی مسلمان ہوتے تو ایسا نہ کہتے - اب دیکھنا یہ ہے کہ گوروجی نے نماز اور کلمہ کی بابت کیا حکم دیا ہے دیکھئے صاحب نے فرمایا ہے :-

پنج نمازاں وقت پنج پنجا پنجے ناؤں *
پہلا سچ حلال دوئے تیجے خیر خدائے
چوتھی نیت راس کر پنجویں صفت ثنا
کرنی کلمہ آکھ کے تے مسلمان سدائے

گوروجی نے مسلماناں دی نماز دا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اگر تم نماز پڑھنا چاہتے ہو تو پہلی نماز یہ ہے - سچ بولنا - دوسرے حلال کی کمائی کرنا - تیسرے خیرات کرنا - چوتھی نیت کو صاف کرنا - پانچویں پرماتما کی صفت کرنی - گوروجی نے یہ نمازیں بتلائی ہیں نہ مسلمانوں کی نمازیں - گوروجی نے

(بقیہ نوٹ صـ ۵) نے اس شلوک کے یہ معنے کئے ہیں - ۵ نمبر ۱۸۸۱ء کو ہز ہائینس راجہ بکرم سنگھ صاحب والئے فرید کوٹ نے بڑے بڑے سکھ گیانیوں اور ودوانوں کی اعانت سے گرنتھ صاحب کا ترجمہ کرایا جو منشی گیان چند مہتمم وکٹوریہ پریس اردو ترجمہ کیا اور گیان پریس گوجرانوالہ میں ۱۸۸۱ء میں چھپا اسمیں اس شلوک

خصم کی نذریں دلیں پسندی جنہیں اک کر دہایا
تہیے کر رکھے سچ کر ساکھی تا وشیطان مٹ جائی

وہی لوگ سچے اور صاحب کے منظور نظر ہیں اور وہی اسکے دل پسند ہیں جو اس وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے تیس روزے رکھتے اور پانچوں وقت نماز پڑھتے ہیں اس نیت سے کہ شیطانی وساوس سے اللہ محفوظ رکھے پھر یہ شلوک بھی گرنتھ صاحب میں موجود ہے - چھوڑ کتاب کرے "شیطانی" جو لوگ کتاب یعنی قرآن مجید کو چھوڑتے ہیں وہ شیطان کے قریب ہو جاتے ہیں پھر جنم ساکھی کلاں صـ ۱۲۷ میں درج ہے حضرت باوا صاحب کا اپنا شلوک ہے -

جو راہ شیطان گم تھیئے سو کیونکر کریں نماز
آتش دوزخ او یہ پایا تہناں نصیب

ترجمہ - جنھوں نے شیطان کے راستہ کی پیروی کی یا جن کو شیطان نے گمراہ کیا وہ نماز کس طرح ادا کر سکتے ہیں - انھوں نے اپنی قسمت کو آتش ور دوزخ کے سپرد کر دیا - اب دیکھ لو کہ حضرت باوا صاحب کے نزدیک شیطان کس طرح بنتا ہے ہم خود کچھ نہیں کہتے - عیاں را چہ بیان ◆

* اس کا جواب مکمل اس اخبار کے صـ اور کالم میں درج ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں ◆

اس سے اندازہ لگالو کہ ہندؤں میں کس قدر مادہ چھوت ہے اور ذاتی امتیاز کس شان شوکت سے اپنی حکومت کر رہی ہے - آؤ اب ہم یہ دیکھیں کہ حضرت باوا صاحب ہندؤں کے اس مایۂ ناز عقیدہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں تائید یا تردید - اگر آپ تائید فرماویں تو ہمیں انشراح صدر سے یہ کہدینا چاہیئے - حضرت باوا صاحب ہندو ہیں اور اگر حضرت باوا صاحب اسکی تردید کریں - تو پھر اس شعبہ میں حضرت باوا صاحب ہرگز ہرگز ہندو نہیں رہ سکتے - حضرت باوا صاحب گرنتھ میں فرماتے ہیں :-

خصم وسارے تے کم ذات نانک ناویں پا جھ سات

وہ لوگ جو اپنے خدا اور مالک حقیقی سے منہ پھیر کر دوسری طرف رُخ کرتے ہیں یقیناً وہی لوگ کم ذات ہیں - اور بغیر اللہ تعالےٰ کی معرفت کے سب ادنیٰ ہی ہیں - اور جن لوگوں نے اللہ تعالےٰ کو پہچانا اور اسکی معرفت سے بہرہ ور ہوئے - لاریب وہی برہمن ہیں - اور ان سے بڑھ کر کوئی اونچی ذات والا نہیں ہے پھر آگے چلکر گرنتھ صاحب میں ہم یہ لکھا پاتے ہیں :-

اوّل اللہ نور اپایا قدرت دے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اوپجیا کون بھلے کون مندے

یعنی سب سے پہلے اللہ نے اپنا نور پیدا کیا - اور اسی نور سے دُنیا کا ظہور ہُوا - اور پھر ہم کس طرح کہیں کہ بلحاظ پیدایش کے فلاں اچھا اور فلاں بُرا ہے - یہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کا ترجمہ ہے - جہاں لکھا ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - یعنی اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے - پھر اسی پر اکتفا نہیں ہے آگے چلکر گرنتھ صاحب میں آتا ہے :-

KHILAFAT LIBRARY

ذات کا گربھ نہ کریو کوئی - برہم بند تے سب اتپت ہوئی

یعنی کسی کو اپنی ذات پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ تمام دُنیا ایک برہم کے حکم سے ہی پیدا ہوئی - اس جگہ دیکھ لو کہ حضرت باوا صاحب اور گرنتھ کس طرح ہندؤں کے اس مایۂ ناز عقیدہ ذات پات کی امتیاز کا کس دھڑلے سے کھنڈن کیا ہے ÷

اب ہم ہندؤں کے تیسرے مایۂ ناز عقیدہ کے متعلق حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا فتوےٰ ڈھونڈتے ہیں - کہ حضرت باوا صاحب ہندؤں کے اس عقیدہ عظیم کے متعلق جسے وہ اپنی اصطلاح میں "اوتار" کے نام سے موسوم کرتے ہیں کیا فرماتے ہیں :-

اوتار

کا عقیدہ ہندؤں کے ہاں ایک ایسا زبردست عقیدہ مانا گیا ہے کہ ہندؤں کا ایک بڑا حصہ اس عقیدہ پر ایک اور ایک دو کی طرح ایمان لاتا ہے + پیشتر اسکے کہ باوا صاحب کے اقوال سے اس عقیدہ کی تردید دکھلائی جائے یہ ضروری ہوگا کہ پہلے عقیدہ "اوتار" کی مختصر تشریح کردیجائے - ہندؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ جب دُنیا میں پاپ اور گناہ کی کثرت ہوجاتی ہے اور دُنیا اُس ایک ہی پیدا کرنے والے سے منہ پھیر کر دیگر مخلوق کو اپنا معبود بنالیتی ہے اور جب دُنیا اُس قدوس سے قطع تعلق کرکے دیگر فسق وفجور میں مبتلا ہوجاتی ہے تو وہ سرب شکتی مان ایشور (قادر مطلق) بجائے کسی اپنے برگزیدہ کے بھیجنے کے وہ قادر مطلق خود کسی انسانی قالب میں حلول کرکے اس دُنیا کے پاپیوں کو دُور کرتا ہے - چنانچہ برہمو - شوجی - کورم یعنی کچھو - براہ یعنی سؤر - باہمن - پرشورام - رامچندر - کرشن وغیرہ یہ سب ایشور کے اوتار ہی مانے جاتے ہیں - اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اس عقیدہ کی نسبت کیا فرماتے ہیں تائید یا تردید - باوا صاحب فرماتے ہیں :-

دوسری جگہ یہ لکھا ہے - متھا کھوسے زمین پر من اُسٹے اسمان گھوڑے کرے خرید توں دولت خاں پٹھاں (نور اسجگہ گورو جی نے یہ کہا ہے کہ نیت نماز میں عدم حضوری نہیں ہونی چاہیئے بلکہ خشوع اور خضوع سے ادا کی جاوے یہی اسلام کا عقیدہ ہے) اب گوروجی کلمہ کے متعلق کہتے ہیں "کرنی کلمہ آکھ کے مسلمان کہائے" اے پیارے اسلامی دیر اگر تو ٹھیک کلمہ پڑھنا چاہتا ہے تو کرنی بہاؤ کا کلمہ پڑھو - اسجگہ گوروجی نے ایک خدا کا کلمہ پڑھنا فرمایا ہے - (مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے - اشھدان لاالٰہ الا اللّٰہ واشھدان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ) چنانچہ بھائی گورداس جی کہتے ہیں :-

کل یگ بابے تاریا ست نام پڑھ منتر سنایا

پیارے ناظرین خیال کرو گوروجی نے اس دُنیا میں ہوکر ایک ست نام (نام حق) کا ڈنکا بجایا ہے (یہی اسلام کا اصول ہے اللہ اکبر نور) اور فرمایا ہے جو جو نام جپے تس کیرت ہوئے دیکھو سری گورو گرنتھ صاحب جی (یہی اسلام کا عقیدہ ہے جیساکہ قرآن مجید میں وارد ہے . . . .) جو خدا کا نام لیتے ہیں - انکی ہی گت ہوتی ہے - اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ سری گوروجی نے کلمہ کی بجائے ست نام (ہر دو ایک ہی ہیں اشھدان لاالٰہ الا اللّٰہ) کا جاپ کرایا ہے - پس ثابت ہُوا کہ گوروجی ہندو نہ تھے (یہی ہم کہتے ہیں نور) پھر آگے سری گورو صاحب قاضی رکن دین صاحب کو کلمہ کے متعلق یہ فرماتے ہیں - مُتھنے کلمہ آکھ کے دسے دروغ ملائے + اگے محمد مصطفےٰ سے نہ تنہاں چھڈائے - (مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جو لوگ کلمہ کہہ کر جھوٹ بولیں ان کے حامی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہونگے)

بدیاں تل نہ نیکیاں میچا کرن حساب
باقی جنہاں دیونی ہوں سوئی خراب
ایہہ پھر خاکو نال ملاونی جمن ہوئے کپاہ
چن چن کڈی اں بھٹیاں کھونڈی ملے سزا
ویلنے ویل ولائیے پھر ہوں بیڑاں کھائے
کتن کت کتائی تند و کھینچ کڈھائے
پھر اگنی کھتب چڑھائیے منگل دب کڈھائی
کترن قینچی کیتئے سوئی جوڑ سوائیے

اوتار نہ جانے انت پرمیشور پار برہم بے انت

یعنی اوتار خداوند تعالےٰ کی انتہا کو نہیں پا سکتا کیونکہ خدا بے انت یا لا انتہا ہے - پھر آگے چلکر گورو صاحب فرماتے ہیں :-

اوجنی سے بھنگ

یعنی وہ جونوں میں نہیں آتا - اور انسانی قالب میں حلول کرنے سے اسکی ذات والا صفات پاک اور منزہ ہے - اس سے بخوبی اندازہ لگالو کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہندوؤں کے اس مایۂ ناز عقیدہ " اوتار " کی کیا حقیقت تھی - آؤ اب ہم لگے ہاتھ ہندوؤں کے چوتھے عقیدہ پر نظر ڈالیں چوتھا عقیدہ دیوی دیوتا کا ہے +

دیوی دیوتا

ہندو صاحبان پینتیس ۳۵ کروڑ دیوی دیوتا کی پوجا کرنا ضروری سمجھتے اور ان کے نزدیک ان دیوتاؤں سے مُنہ پھیرنا خدا سے مُنہ پھیرنا ہے - اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ہندوؤں کے اس مایۂ ناز عقیدہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں - آپ فرماتے ہیں :-

دیوی دیوتا پوجے بھائی کیا مانگے کیا دے

یعنی تم دیوی دیوتا کی پرستش کروگے اور تم اُس سے کیا مانگوگے اور وہ تم کو کیا دے گا - پھر آگے چلکر حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں :-

برہما وشن مہیش نہ کوئی + ایک نہ دیسے ایکو سوئی

یعنی برہم وشن اور مہیش جو ہندوؤں کے بڑے زبردست دیوتا ہیں جنھیں وہ اپنی اصطلاح میں " تربیتی " یعنی مظہر ثلاثہ کہتے ہیں - حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں - نہ کوئی برہما ہے نہ وشن اور نہ مہیش - صرف ایک خدا ہی خدا ہے باقی کچھ نہیں - اس سے بخوبی اندازہ لگالو کہ حضرت باوا صاحب ہندوؤں کے اس مایۂ ناز عقیدہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں اور ہندوؤں کے اس عقیدہ عظیمہ کے متعلق ایسی رائے رکھنے والا ہرگز ہرگز اس شعبہ میں ہندو نہیں ہوسکتا - آؤ - ہم ہندوؤں کے اس سے بھی زیادہ مقبول عقیدہ کے متعلق حضرت باوا صاحب کا فتوے تلاش کریں وہ عقیدہ کونسا ہے +

مورتی پوجا

مورتی پوجا کا عقیدہ بھی ہندو صاحبان کے ہاں ایک زبردست عقیدہ ہے ہندو ہر ایک دیوتا کی مورتی کی پوجا کرنا اپنے لئے نہایت ہی ضروری خیال کرتے ہیں - اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ مورتی پوجن کے متعلق کیا ہے - آیا آپ ہندوؤں کے ساتھ ہیں یا ان کے مخالف - حضرت باوا صاحب گرنتھ میں فرماتے ہیں :-

ہندو موٹے بھولے اکٹھی جائیں
نارد کہیا سو کار کرائیں
اندھے گونگے اندھ اندہار
پاتھرلے پوجے مگدھ گوار
اوہ جے آپ ڈبے تم کہاں تارن ہار

وہ لوگ سیدھے راستہ سے دُور اور گمراہی میں سرگردان ہیں اور گمراہی کی پیروی کرتے ہیں وہ اندھے ہیں گونگے ہیں بہرے ہیں اور گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں - جو خدا کی پوجا سے مُنہ پھیر لیتے ہیں جب پتھر خود ڈوب جاتا ہے - تو بھلا تمہارا بیڑا کس طرح پار کرے گا +

اِس جگہ دیکھو حضرت باوا صاحب نے کس دھڑلے کے ساتھ ہندوؤں کے اس عقیدہ کی تردید

پیراہن ہوئے کپائی پھر تس ہیل کھائے
ہوئے پرانا بیٹھے اون مل وکائے
کھڈن مسالاں مسالچی آتش نال جلائے
جل بل ہو کھاکڑی تیہوں تے ول لائیں
سدو محمدؐ مصطفےٰ لے کپاہ چھڈائے
اِک کپاہ دی جون وچ اتنی ملے سزائے
بیویں پائیے بیڑیئے کڈھیئے گھانی تیل
وٹی وٹی کپاہ دی دیوے اندر میل
اکوئی دوہاں دی ایویں جلدے سلمان
جل بل بیڑے پھر کون پوچھن آن
پھر اس جونوں کڈھیئے تل ہوئے جمیاں سوئے
تیلی پیڑیئے گھانیئے دے دے دنیا آوے
دیوے پائیے جلائیے جل جل سائی ہوئے
سدو محمدؐ مصطفےٰ تسے سُنائے سوئے
تل دی جونوں کڈھیا پھر جمیاں ہویا کماد
ٹوٹے بھی بیڑائیے لیندا بہت عذاب
دُکھ چویں رس کڈیئے پوے کڑاہے ماہیں
دے دے تاؤ پکائیے شکر کھنڈ کرائیے
کھادیاں ہوئے قوتی پھر نہ چھوندا کوئے
سدو محمدؐ مصطفےٰ تسے سُنائے سوئے
کیتی جوناں اجیہاں گنتی گنی نہ جائے
پھر چوراسی بھوندیاں بھوتی لے سزائے
مرمر جمن پھیر پھیر جوئی بھور سنکھ
دکھ سُکھ بہت کماندے گنت نہ گنے بے انت
پھرے نہ پھر رسول کوئے رو جاندی فریاد
دنیا اندر آنکے عمر گوائی باد
کوڑی مجلس بیٹھ کے کیتو سو کوڑ وہار
جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۵۴

(اوّل تو اس چیستان کا اسلام سے کچھ تعلق ہی نہیں ہے اور دوم صفحہ ۲۵۴ پر یہ عبارت ہرگز نہیں ہے یہ بات طے پاچکی تھی کہ اپنا دعوےٰ اور دلیل گرنتھ صاحب سے دو مگر بھائی صاحب نے گرنتھ صاحب کی بجائے جنم ساکھی کی طرف رجوع کیا مگر اس کا حوالہ بھی غلط دیا) -

KHILAFAT LIBRARY

فرمائی ہے - آؤ اب ہم لگتے ہاتھ ہندؤں کے زیادہ مایۂ ناز عقیدہ کو بھی دیکھیں کہ حضرت باوا صاحب ہندؤں کے اس زبردست عقیدہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں - وہ مُردہ جلانے کا عقیدہ ہے ہندؤں کے ہاں مُردہ

مُردہ جلانا

جلانے کا عقیدہ زبردست ہے - سوامی دیانند صاحب نے تو ستیارتھ پرکاش میں یہاں تک بھی لکھ دیا ہے کہ یہ وید مقدس کی آگیا ہے کہ اگر کوئی غریب مرجائے اور جلانے کے لئے ایندھن نہ ہو تو اس کے لواحقین کو بھیک مانگ کر مردہ کو جلانا چاہیئے - اب ہم دیکھتے ہیں اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت باوا صاحب اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں - آپ کہتے ہیں :-

یک عرض گفتم پیش تو در گوش کن کرتار
حقہ کبیر کریم تو بے عیب پروردگار
دُنیا مقام فانی تحقیق دلا نی
مم سر موئے عزرائیل گرفتہ دل ہیچ ندانی
زن پسر پدر برادران کس نیست دست گیر
آخر بیفتم کس ندارد چوں شود تکبیر

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں - اے خالق میں آپ کے حضور ایک عرض کرتا ہوں آپ حق ہیں اور آپ ہی سب سے بڑے ہیں اور آپ کی ذات ہی بے عیب ہے اور آپ ہی سب کے رازق ہیں - بیشک یہ دنیا فناہ کا مقام ہے اے دل تو اسے اچھی طرح سمجھ لے - تیرے سر کے بال موت کے منہ میں ہیں مگر تو نہیں سمجھتا - عورت - بچے - باپ اور بھائی تیری کوئی دست گیری نہیں کرے گا - اور اس وقت تو بالکل لاچار اور بے بس ہوگا - جب تم پر تکبیر یعنی نماز جنازہ پڑھی جائے گی +

اب دیکھو تکبیر یعنی نماز جنازہ کا لفظ کُھلا ہے نماز جنازہ کن پر پڑھی جاتی ہے وہ جو جلائے جاتے یا دفنائے جاتے ہیں - وہ جو مسلمان ہوتے ہیں یا غیر مسلم + خود سمجھ لو - ہم خود کچھ نہیں کہنا چاہتے - عیاں را چہ بیاں - بہر حال اس عقیدہ سے بھی معلوم ہؤا کہ حضرت باوا صاحب ہندو نہ تھے - آؤ اب اسی طرح نہایت متانت اور سنجیدگی سے عقیدہ اسلام کے متعلق حضرت باوا صاحب کا فتویٰ تلاش کریں کہ حضرت باوا صاحب عقیدہ اسلام کے متعلق کیا فرماتے ہیں :-

نماز - روزہ - اور حضرت باوا صاحب

مسلمانوں کے ہاں نماز روزہ کی پابندی ضروری اور اشد ضروری ہے بلکہ سچ پوچھو تو مسلمان اور کافر میں یہی ایک مابہ الامتیاز ہے کہ مسلمان نماز پڑھے گا اور غیر مسلم نماز سے انکار کرے گا - روزوں کی پابندی بھی اسلام کے ہاں اشد ضروری ہے - اب دیکھنا یہ ہے - حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ روزوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں - آیا ہندو عقائد کی طرح اسلام کے ان ہر دو عقائد کی بھی تردید کرتے ہیں - یا ایک راسخ الاعتقاد مومن کی طرح اس پر اپنی جان و مال فدا اور قربان کرتے ہیں - یہ ایک کسوٹی ہے جو بہ احسن وجوہ اس امر کا فیصلہ کر دے گی حضرت باوا صاحب سری راگ محلا پہلا میں فرماتے ہیں :-

عیب تن چکڑ وہیہ من مینڈکو کمل کی سار نہیں مول پائی
بھنور استاد نت بھاکھیا بولے کیوں بوجھے جاں نہ بوجھائی
آکھن سنناپون کی بانی ایہہ من رتنا مایا
خصم کی ندریں دلیں پسندی جنہیں اک کر دھایا

مُردے مسلمان ہوسے رکھن قبر بنائے
سو وریاں ہوئے فاکڑی خاکو سوٹے جائے
پھیر بوندی وس کال دسے بھانڈے گھڑے بنائے
اتاں گھڑے بنائیکے آوی دیوے چڑھائے
کھاون اگ نت بھندی جل جل کرن کہائے
جل بل اون بپڑے لوکاں کیا پروائے

جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۵۶

اوّل تو اس مبہم عبارت کا اسلام کے ساتھ کچھ تعلق نہیں ہے - اور دوم یہ عبارت صفحہ ۲۵۶ جنم ساکھی کلاں بھائی بالا میں ہرگز نہیں ہے - شرط تو یہ تھی کہ گرنتھ صاحب پر اپنے جواب اور دعوٰی کا مدار رکھو مگر بھائی صاحب جنم ساکھی پر اپنے دعوے کا مدار رکھتے ہیں - اور صفحہ بھی غلط خدا جانے یہ کس جنم ساکھی میں ہے +

صاحبان یہاں تک سری گورو نانک دیوجی نے دین اسلام کے ایک زبردست عقیدہ کا (مُردہ دفنانا)* کھنڈن کیا ہے + اور پُلصراط کا بھی رد کیا ہے (کہاں رد کیا جس جگہ یہ کہا بھیڑی گلی بیئی کیونکر لنگینگا پار - ترجمہ آگے گذرنے کی جگہ بہت تنگ ہے بغیر نیکیوں کے کس طرح گذر ہوگا یہ تو اسلامی اصول کی تائید ہے نا کہ تردید) آگے مُردہ جلانے کے لئے حکم فرماتے ہیں :-

مرے وچارا ہندو وچہ اگنی دین جلائے
جل بل ہوسے کھاکڑی پونی کھڑے اُڑائے
پڑھ کے دیکھ قرآن وچ کسنوں دوئی ستر لئے

* حضرت باوا صاحب آدگرنتھ میں فرماتے ہیں :- زن پسر پدر برادراں کس نیست دست گیر - آخر بیفتم کس ندارد چوں شود تکبیر + عورت بچے - باپ بھائی کوئی تمہاری دستگیری نہیں کریگا - تو اسوقت لاچار ہوگا جب تم پر تکبیر یعنی نماز جنازہ پڑھی جائیگی - اب دیکھو نماز جنازہ کن پر پڑھی جاتی ہے وہ جو جلائے جاتے یا دفنائے جاتے ہیں + پھر باوا صاحب جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۶۶ میں فرماتے ہیں :-

داغ پوتر دھرتری جو دھرتی ہوسے سمائے
تانکے نکٹ نہ آوسی دوزخ سندی بہائے ......

KHILAFAT LIBRARY

تیہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان ست کٹ جائی
نانک اکھے راہ پر چلنا مال تن کس کو سنجھائی

مطلب تیرے بدن میں کیچڑ کیا ہے۔ تیرے ہی عیب۔ اور اس میں مینڈک کیا ہے تیرا ہی دل۔ اِس عیبوں کے کیچڑ میں لت پت ہونے والے مینڈک کے سر پر کنول کا پھول کھل رہا ہے۔ بھنورا ہر وقت اس پھول پر بیٹھ کر اپنی پیاری پیاری آواز سے تمھیں بلاتا ہے۔ کہ اے کیچڑ میں لت پت ہونے والے مینڈک ذرا اِس کیچڑ کو چھوڑ کر اوپر آ۔ اور دیکھ کہ تیرے سر پر کیسا خوشنما کنول پھول کھل رہا ہے مگر سچ ہے کہ اس کنول پھول کی خوشبو سے وہی لوگ مستفیض ہو سکتے ہیں جنھیں اللہ تعالےٰ آپ سمجھائے اور اللہ تعالےٰ انہی کو سمجھاتا ہے جو اللہ تعالےٰ کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں اور جو اُس خداوند قدوس کی آواز کو اس کان سے سُنکر اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں یقین سمجھیں کہ اللہ تعالےٰ کا ان لوگوں سے قطعاً قطعاً کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا +

KHILAFAT LIBRARY

اور اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی یہ نشانی ہے کہ وہ ایک خدا کی پوجا کرتے ہیں تیس روزے رکھتے ہیں اور پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتے ہیں اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں خداوند تعالےٰ انھیں شیطانی شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور اس سے اندازہ لگالو کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا ہندو ہو سکتا ہے یا مسلمان ہم خود کچھ نہیں کہنا چاہیئے +

پانچ وقت کی نمازوں کو پابندی سے پڑھو اور قرآن شریف کی تلاوت باقاعدہ کرو۔

اسی پر اکتفا نہیں ہے آگے چلکر حضرت باوا صاحب گرنتھ صاحب آد سری راگ محلا پہلا میں فرماتے ہیں:۔

پنج وقت نماز گذاریں پڑھو کتیب قرآن
نانک آکھے گور سدیہی رہیو پینا کھانا

یعنی پانچوں وقت کی نمازیں پابندی سے پڑھو اور قرآن کریم کی تلاوت بھی باقاعدہ کرو۔ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر وقت قبر تجھے آواز دے رہی ہے۔ اور تمہارا کھانا پینا اور نفسانی خواہشات یونہی پڑے کے پڑے رہ جائینگے۔ نہیں کہہ سکتے کہ کس وقت موت آجائے گی۔ اس لئے پانچوں وقت کی نمازوں کی پابندی اور قرآن کریم کی تلاوت سے کبھی روگردان نہیں ہونا چاہیئے۔ یہاں گور (قبر) کا لفظ بھی کھلا پڑا ہے۔ باوا صاحب نے یہ نہیں کہا کہ نانک آکھے مڑہی سدیہی رہیو پینا کھانا۔ بلکہ اسکی بجائے یہ کہا کہ نانک آکھے "گور" سدیہی رہیو پینا کھانا۔ اب خود دیکھ لو کہ گور (قبر) میں کون لوگ جاتے ہیں وہ جو دفنائے جاتے۔ یا جلائے جاتے ہیں۔ اور جو دفنائے جاتے وہ کون ہوتے ہیں۔ ہندو یا مسلمان۔ اِسی سے سمجھ لو کہ حضرت باوا صاحب کس عقیدے کے پابند تھے۔ اسی پر اکتفا نہیں ہے۔ آگے چلکر حضرت باوا صاحب تاریخ گورو خالصہ مصنفہ بھائی گیان سنگھ جی گیانی کے صفحہ ۵۵ پر فرماتے ہیں:۔

پانچوں وقت نماز کی پابندی کے لئے اور تاکید واکید

جمع کر نامدی پنج نماز گذار
باجھوں نام خدائیدے ہوسیں بہت خوار
اللہ تعالےٰ کے نام کی جمع کر وجے سیتا رام

سوئی کافر دوزخی جو بہنے* کھاندا تا سے
پہلے آتش سیوں جلے پھر تہاں جلاوے کون
خاک سمائی خاک سیوں یون سمانی پون
صفحہ ۲۵۶ جنم ساکھی بھائی بالا +

(صفحہ ۲۵۶ پر قطعاً کوئی ایسی عبارت نہیں ہے اور نہ ہی اسے اسلام سے کچھ تعلق ہے)

صاحبان یہ تو گورو جی مہاراج مُردہ جلانے کے متعلق فرماتے ہیں۔ اب آپ دیکھ سکتے ہو کہ گورو جی مہاراج کس مذہب کے پابند تھے۔ آگے پھر مسلمانی ایک زبردست عقیدہ مُردہ دفنانے کے متعلق حکم ہے۔ اس سے بھی آپ صاحبان کو معلوم ہو جائے گا کہ سری گورو نانک دیو کس مذہب کے پابند تھے۔

پہلے خاکو سنگ سن پھر گندے ہوئے خنیر
دہرتی دے وچ پڑین ہون بہت ظہیر
اکدو ردوں لکھ ہوں دہر دہر کیڑے روپ
مرمر خاکوں سنک ملن کر کر رنگ کروپ
سو وریاں وچ خاک ہوں سہے سہے وڈے عذاب
پھر پوندے وس کلال دے بھانڈے گھڑ شتاب
بھانڈے اٹاں بہت بدِ جلین پنجادیں سال
جل جل کردے ہائے ہائے کوئے نا پچھیئے حال
یار محمدی جیتڑے ختیاں دیں دعائے
جلدے وچ پنجاویاں کون کڈھے ہائے
دنیاں دیاں وڈیاں رہیاں دنیاں ماہیں
ہو ہو یار محمدی ترتر تقسے کہا سے
جیوندیاں بھیجن بہشت وچ مویاں لہن نہ سائے
جلدے وچ ویاں جل بل ہوئے انگار
بھانڈے اٹاں پکائیکے کڈھے پھیر کلال
گوناں گونی بھانڈرے پکن کالے سال

* یہ اچھی ہندؤں کی آپ تائید فرمارہے ہیں کہ جو زیادہ تاؤ کھاتا ہے وہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہے فرمائیے۔ آگ کا تاؤ جلنے والا کھاتا ہے یا دفن ہونے والا۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ ایسے دوست کی موجودگی میں ہندؤنکو اور کسی مہربان کی ضرورت نہیں ہے +

جے سیتا رام کہنے سے نہیں۔ بلکہ باقاعدہ پانچوں کی نماز کی پابندی سے کیونکہ بغیر اس کے آیندہ ذلت اور خواری ہی ہے۔ اس جگہ دیکھ لو کہ حضرت باوا صاحب نے نماز کے متعلق کس قدر ضروری ہدایت فرماتے ہیں +

KHILAFAT LIBRARY

بے نمازی اللہ تعالےٰ کے سخت وعید کے نیچے ہیں

پھر جنم ساکھی بھائی بالا کے صفحہ ۲۲۰ پر حضرت باوا نانک کا یہ شلوک درج ہے۔

لعنت برسر تنہاں جو ترک نماز کریں
تھوڑا بہتا کھٹیا ہتھوں ہتھ گویں

ان لوگوں پر اللہ تعالےٰ کی . . . . ہے جو نماز کو ترک کرتے ہیں جو کچھ تھوڑا بہت کمایا۔ گویا اس کو بھی دست بدست ضائع کر رہے ہیں یہ باتیں ہمیں نہایت ہی کھلے کھلے اور واضح طور سے ہماری نہایت ہی صفائی کے ساتھ اس طرف رہنمائی کرتی ہیں کہ حضرت باوا صاحب دراصل کس عقیدہ کے قائل تھے +

اگر یہ کہا جائے کہ انھوں نے کوئی الگ مذہب نکالا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ ایک الگ مذہب کیلئے جس طرح روحانیت کی ضرورت ہے اسی طرح شریعت کی بھی ضرورت ہے۔ اب سری گرنتھ صاحب میں یہ کہاں لکھا ہے کہ فلاں کے ساتھ شادی کرنا جائز اور فلاں کے ساتھ ناجائز۔ اور گرنتھ میں یہ کہاں لکھا ہے کہ اپنوں کے ساتھ یہ برتاؤ۔ اور غیروں کے ساتھ یہ سلوک گرنتھ میں یہ کہاں لکھا ہے کہ رعایا کے بادشاہ پر یہ حقوق۔ گرنتھ میں یہ کہاں لکھا ہے کہ عبادت الٰہیہ کے یہ انضباط اوقات۔ غرضیکہ جس قدر مسائل شرعیہ ہیں گرنتھ اُس سے خاموش ہے۔ حالانکہ حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں جنم ساکھی بالا صفحہ ۲۲۲

بدعت کو دُور کر قدم شریعت راکھ
نیوں چل اگے سبدے مندا کسے نہ آکھ

بدعتوں کو دُور کرو۔ اور جب تک شریعت پر قدم زن نہیں ہوگے بدعتوں سے بچنا بہت مشکل ہے۔ سب سے محبت کے ساتھ پیش آؤ اور کسی کو بُرا مت کہو۔ اگر حضرت باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی الگ مذہب نکالا ہوتا۔ تو ضرور تھا کہ آپ شریعت کے احکام کا ذکر بھی فرماتے۔ شریعت جو ایک الگ مذہب کا ضروری اور لازمی پہلو ہے۔ حضرت باوا صاحب کا اس سے خاموش رہنا یہ امر صاف طور سے اس طرف رہنمائی کرتا ہے کہ حضرت باوا صاحب نے کوئی الگ مذہب نہیں نکالا ہے۔ گرنتھ صاحب کا اگلا شلوک تو اس امر کا نہایت ہی عمدگی کے ساتھ تصفیہ کر دیتا ہے کہ حضرت باوا صاحب درحقیقت کس مذہب کے عقیدت مند تھے۔ آپ گرنتھ صاحب آد چھوٹا سائز صفحہ ۱۳۰ میں فرماتے ہیں :-

پیر پیغمبر سالک شہدے اور شہید
شیخ مشائخ قاضی ملّاں درویش رسید
برکت تنکی اگلے جو پڑھتے* رہن درود

مطلب۔ حضرت باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس قدر۔ پیر۔ پیغمبر۔ سالک اور شہداء اور شیخ و مشائخ اور قاضی و ملّاں و درویش وغیرہ ہوئے ہیں۔ بیشک اللہ تعالےٰ کے حضور وہی بابرکت ہیں۔ جو درود شریف کا ورد کرتے رہتے ہیں۔ اب آپ جانتے ہیں۔ درود شریف اللھم صل علی محمدٍ وعلیٰ اٰل محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراھم وعلیٰ اٰل ابراھم انک حمیدٌ مجید + اب خدارا غور کرو۔ اس طرح درود کی تاکید کرنے والا اور درود کو اللہ تعالیٰ کی برکات و

پھر دوڑن جائے بازار وچ پوئے کیبل پُل
عملی آپو اپنی پوے سے گلیں رُل
اکناں پوے نعامتی اکناں پوے بیشاؤ
عملی آپو اپنی سہن ثواب عذاب

سنو قاضی رکن دین سچا ایہہ جواب صاحب دا فرمایا لکھیا وچ کتاب دیکھو جنم ساکھی کلاں بھائی بالا والی صفحہ ۲۵۶ کالم ۱۷ سے صفحہ ۲۵۷ کالم ۱۰ تک +

اوّل تو اس چیستان کا اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے اور دوم یہ عبارت جنم ساکھی کلاں بھائی بالا والی صفحہ ۲۵۶ و ۲۵۷ میں ہرگز ہرگز نہیں ہے +

صاحبان آپ دیکھ سکتے ہو۔ کہ قاضی رکن دین کے بالمقابل باوا نانک صاحب نے مردہ کے دفنانے کے متعلق کیا فرمایا ہے۔ سری گورو جی مہاراج مُردہ دفنانے کا کھنڈن کرتے ہیں۔ اب کس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ سری گورو جی مُسلمان تھے۔ میرے اپنے خیال میں سری گورو جی مہاراج مسلمان نہیں تھے اور ہرگز نہیں تھے۔

قاضی رکن دین کی زبانی ہندو مسلمان خراب ہیں :-

کر تدبیر لکھیا وید کتیب بنائے
غیبی خبر خدائیدی کوئی نہ لکھوں الائی
گھت جنجیریں ماردے قاضی تے علمائے
جو کو سچ الائیدا اُس آتش دیں جلائے
ہندو مسلمان دوئے سچ کہن ستائے
دوہیں دوزخ پوسنی لہسن بہت سزائے

دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۲۶۱ و صفحہ ۲۶۲۔

اوّل اس چیستان کا اسلام سے کچھ تعلق نہیں ہے (اسمیں ایک جگہ یہ لکھا ہے کہ جو سچ نہ کہے وہ دوزخ میں جائے گا۔ سو یہی ہمارا ایمان ہے اس میں کھنڈن اور تردید کس کی۔ دوم یہ عبارت صفحہ ۲۶۱ و صفحہ ۲۶۲ جنم ساکھی میں ہرگز ہرگز نہیں ہے) +

صاحبان آپ اپنے دل میں خیال کر کے یہ فیصلہ کر سکتے ہو۔ کہ جسقدر ثبوت میں نے گورو مہاراج کے اقوال کے دیئے ہیں۔ ان سب سے ظاہر ہے کہ سری گورو جی مہاراج مسلمان نہ تھے۔ اور یہ فرمان جو میں نے

انوار کا جاذب کہنے والے کے متعلق ہم ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال کر سکتے ہیں کہ وہ نعوذ باللہ مسلمان نہ تھے۔ ان کھُلی کھلی شہادتوں سے انکار کرنا قطعی مشکل ہے۔ خدارا غور کرو۔ نماز۔ روزہ۔ قرآن۔ قرآن مجید۔ اور درود شریف سے ایسی خالص اور بے لاگ محبت رکھنے والا اور درود شریف کو تمام برکات وانوار کا جاذب کہنے والے کے لئے کبھی ایک طرفۃ العین کے لئے بھی یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ وہ نعوذ باللہ اسلام سے تعلق نہ رکھتا تھا ہرگز ہرگز نہیں +

KHILAFAT LIBRARY

بھائی صاحب نے یہ تو مان لیا کہ حضرت باوا صاحب ہندو نہ تھے۔ اب گرنتھ صاحب میں حضرت باوا صاحب کا یہ قول بالکل صاف اور کھُلا ہے اور اس امر سے کوئی بھی گرنتھ پڑھنے والا ایک طرفۃ العین کے لئے بھی انکار نہیں کر سکتا۔ گرنتھ صاحب سری راگ محلا پہلا چھوٹا سائز صفحہ ۲۱ میں سری گورو صاحب فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالےٰ کو نماز پڑھنے والے اور روزہ رکھنے والے ہی پیارے ہیں

خصم کی نذریں دلیں پسندی جنھیں اک کر دہایا
تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤ شیطان مت کٹ جائی

یعنی وہی اللہ کے مقبول ہیں جو ایک کی پوجا کرتے ہیں جو تیس روزے رکھتے اور پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتے ہیں تاکہ وہ شیطانی شر سے محفوظ رہیں۔ مگر بھائی صاحب یہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے والا اور روزہ رکھنے والا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا نعوذ باللہ شیطان ہوتا ہے۔ آؤ ہم ضد و ہٹ کپش بات کو بالائے طاق رکھ کر گرنتھ صاحب سے اس امر کا فتوےٰ ڈھونڈیں کہ گرنتھ صاحب کی اصطلاح میں شیطان کس کو کہتے ہیں۔ قرآن مجید پڑھنے والے کو۔ یا قرآن شریف سے روگردانی کرنے والے کو +

قرآن مجید سے روگردانی کرنے والونکے متعلق گرنتھ صاحب کا فتوےٰ

چھوڑ کتاب کرے شیطانی

یعنی کتاب مطلب قرآن مجید کو ترک کرنا سمجھو کہ شیطان کی طرف قدم بڑھانا ہے اس جگہ دیکھ لو کہ حضرت باوا صاحب کے نزدیک شیطان کون ہے۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں۔ آگے چلکر حضرت باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو قطعی صاف فرما دیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۳ ۔

نانک آکھے رکن دین سچے سنو جواب
صاحب دا فرمایا لکھیا وچہ کتاب
دُنیا دوزخ اوہ چڑہے جو کہے نہ کلمہ پاک
مکروہ تریہے روجڑے پنج نماز طلاق
لقمہ کھائیے حرامدا سیر تے چڑہیئے عذاب
جو راہ شیطان گم تھیئے سو کیوں نکریں نماز
آتش دوزخ ہو وہہ پایا تنہاں نصیب
بہشت حلالی کھاوناں کیتا تنہاں پلیبد
نانک آکھے رکن دین کلمہ سچ پچھان
اکو روح ایمان دی جو ثابت رکھے ایمان

ابھی پیش کیا ہے یہ قاضی رکن دین صاحب کا ہے۔ اب دیکھو قاضی رکن دین نے یہ کہا ہے کہ ہندو اور مسلمان سچ نہیں کہتے۔ اور قاضی رکن دین صاحب گورو جی سے ہرگز سچ کی بابت دریافت نہ کرتے چونکہ وہ خود کہتے ہیں کہ ہندو اور مسلمان سچ نہیں بولتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ باوا صاحب ہرگز مسلمان نہیں تھے (کیا مزے کی بات ہے کہ دریافت تو یہ کیا جاتا ہے کہ باوا صاحب مسلمان تھے مگر حوالہ قاضی رکن دین صاحب کا دیا جاتا ہے۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان چہ خوب کہا گیا تھا کہ اپنے دعوے کا مدار گرنتھ صاحب پر رکھو مگر بھائی صاحب شروع سے لے کر آخر تک جنم ساکھی کے حوالجات ہی دے رہے ہیں)

پیارے ناظرین یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب یہ امور ظاہر ہیں تو پھر باوا صاحب کو کس طرح مسلمان مانا جاوے میرا یہ خیال نہیں کہ مسلمان بھائی خراب ہیں۔ میرا یہ مطلب ہے کہ باوا صاحب مسلمان نہ تھے۔

پیارے ناظرین اگر باوا صاحب مسلمان تھے تو پھر انھوں نے کلمہ کیوں نہ تسلیم کیا اور نمازیں وغیرہ کیوں نہ پڑھیں (بھائی صاحب حضرت باوا صاحب نے کلمہ طیبہ بھی پڑھا جیساکہ جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۴۱ میں فرمایا۔

پاک پڑھیو کلمہ ربدا محمدؐ نال ملائے
ہویا معشوق خدائیدا ہویا تل اِلٰہ

خدا کا کلمہ پڑھو وہ کلمہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر نمازوں کے متعلق فرمایا:۔

جمع کر نامدی پنج نماز گذار
پاجھوں نام خدائیدے ہوسیں بہت خوار

یعنی اللہ تعالےٰ کے نام کی جمع کرو۔ جے سیتا رام سے نہیں بلکہ باقاعدہ پانچوں وقت کی نمازیں پڑھنے سے کیونکہ بغیر اسکے عزت اور سرخروئی نصیب نہیں ہوگی دیکھو تاریخ گورو خالصہ حصہ اول صفحہ ۵۵

صاحبان اگر باوا صاحب مسلمان تھے تو پھر کیوں انھوں نے وقت مقررہ کا رد کیا (بھائی صاحب وقت

حضرت باوا صاحب اس جگہ صاف فرماتے ہیں اے رکن دین سچی سچی باتیں دل کھول کر سنو یہ میری باتیں نہیں ہیں بلکہ خداوند تعالےٰ کا فرمان ہے۔ اور قرآن مجید میں یہ لکھا ہوا ہے۔ بیشک وہ لوگ اس دُنیا میں ہی دوزخ خرید لیتے ہیں جو کلمہ طیبہ یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہکر خدا کے پیاروں میں شامل نہیں ہوتے۔ اور روزوں سے مُنہ پھیر لیتے ہیں اور نمازوں کے تارک ہو جاتے ہیں۔ بیشک ایسے لوگوں کا کھانا اور پینا مکروہ ہے کیونکہ انھوں نے خدا کے عذاب کو خرید لیا ہے۔ بیشک جن لوگوں کو شیطان نے گمراہ کیا۔ وہ نمازوں سے دُور ہو گئے۔ بیشک انھوں نے اپنی قسمت کو دوزخ کی آگ کے حوالہ کر دیا۔ بیشک بہشت کی نعمتوں کو انھوں نے اپنے ہاتھوں اپنے پر حرام کر لیا۔ اے رکن دین نانک یہ کہتا ہے کہ کلمہ کو حق جانو بیشک یہ ایمان کی رُوح ہے جس سے ایمان ثابت رہتا ہی

اسجگہ دیکھ لو کہ حضرت باوا صاحب نے شیطان کا پیرو کن لوگوں کو ٹھیرایا ہے۔ اب ہم بھائی جہان سنگھ کی بات مانیں یا حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی۔ آگے چلکر بھائی صاحب نے یہ کہا ہے کہ ان نمازوں سے وہ نماز مُراد نہیں ہے جو مسلمان پڑھتے ہیں بلکہ ان نمازوں سے یہ نمازیں مراد ہیں +

پنج نمازاں وقت پنج ہین پنجے ناؤں۔ پہلا سچ۔ حلال دوئی۔ تیجی خیر خدائے۔ چوتھی نیت صاف رکھ کر پنجویں صفت ثناء +

KHILAFAT LIBRARY

اِسجگہ حضرت باوا صاحب نے نمازوں کی نفی نہیں کی۔ بلکہ نمازوں کی تاکید فرمائی ہے۔ کہ نمازوں کے پڑھنے سے۔ حق حلال نصیب ہوتا ہے۔ اور خدا کی طرف سے نیکی کی توفیق ملتی ہے اور صفائی نیت نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی حمد کا موقع میسر آتا ہے کیونکہ وقت کے الفاظ نے اس امر کو صاف کر دیا۔ جیسا کہ باوا صاحب نے فرمایا ہے پنج نمازاں "وقت" پنج۔ اگر آپ لوگ پنج نمازوں سے مُراد۔ حق۔ حلال۔ نیت صاف اور صفت ثناء کو ہی لیتے ہو۔ تو بتلاؤ "وقت پنج" سے کیا مُراد لوگے اصل میں حضرت باوا صاحب صوفیانہ مشرب رکھتے تھے اور صوفی منش زیادہ تر تمثیلات میں کلام کرنا پسند فرمایا کرتے ہیں۔ اور استعارات کو زیادہ کام میں لاتے ہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ پر حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں :-

من ہالی کرساں کرنی شرم پانی تن کھیت

مطلب۔ اپنے دل کو ہالی بناؤ۔ اور کرنی یعنی افعال حسنہ کی زمینداری کرو۔ شرم کا پانی دو اور اپنے تن کو کھیت سمجھ لو + اب کسقدر سکھ صاحبان ہیں جو اپنے دل کو ہل بناتے ہیں۔ اور بجائے زمینداری کے اپنے افعال حسنہ کی زمینداری پر ہی بس کرتے ہیں۔ کس قدر سکھ صاحبان ہیں جو اس پانی کی بجائے شرم کا پانی اپنی کھیتی میں دیتے ہیں۔ اور کس قدر سکھ دوست ہیں جو بجائے۔ گندم۔ مکی باجرا۔ چنے اگانے والے کھیت کی بجائے اپنے تن کو ہی کھیت سمجھتے ہیں۔ جب یہ باتیں نہیں ہیں۔ اور آپ لوگ اس کو تمثیلات اور استعارات یا النکار وغیرہ سمجھتے ہو۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ پنج نمازاں وقت پنج پنجا پنجے ناؤں۔ پہلا سچ۔ حلال دوے۔ تیجے خیر خدائے چوتھی نیت صاف رکھ۔ پنجویں صفت ثناء کو ہم لوگ بجائے تمثیلات کے حقیقت پر محمول کرتے ہیں + ہم نے پہلے بھی اسے پیش کیا تھا مگر بھائی جہان سنگھ صاحب نے قطعاً اسے چھوا تک نہیں اور چھوئیں بھی کیسے جبکہ بھائی صاحب کو ایک اور ایک دو کی طرح سے علم ہے کہ یہ شلوک گرنتھ صاحب چھوٹا سائز کے ص۴۹ پر موجود ہے اور اسکے کوئی معنے نہیں بدل سکتے۔ چنانچہ ہم وہ شلوک بھائی صاحب

کُل انبیاء درود کے پڑھنے سے ہی برکات حاصل کریں گے

باوا صاحب مقررہ کا ردّ نہیں کیا بلکہ تائید کی۔ دیکھو شلوک۔ باوا صاحب

پنج نمازاں وقت پنج۔ یعنی نمازیں اور مقررہ وقت بھی پانچ ہی)

پھر لکھا ہے "قاضیاں باہمناں دی گل ٹگی اگدھ پڑے شیطان نے لالو + (یہ اسوقت کے قاضیوں کے متعلق کہا ہے جو دین کے معاملہ میں بڑے سُست تھے اس میں اسلام کا کوئی ردّ نہیں)

صاحبان پھر لکھا ہے "ہندو اناں ترکو کاناں دوہاں وچوں گیانی سیانا (کیا اندھوں میں کانا راجہ نہیں ہوتا۔ اور پھر یہ تو ترک کے متعلق کہا مسلمان کے متعلق ہرگز نہیں۔ مسلمان کے متعلق باوا صاحب کا فتوےٰ گرنتھ صاحب چھوٹا سائز ص۱۳۱ میں ملاحظہ فرمادیں

ہوئے مسلم دین جہانے۔ مرن جیون کا بھرم چکانے یعنی سچے دل سے مسلمان بن جا۔ تاکہ تمام دُکھ اور تکالیف دُور ہو جائیں) پھر لکھا ہے :-

مٹی مسلمان کی پیڑے پئی گھمار
گھڑ بھانڈے اٹاں کیاں جلدی کرے پکار
جل جل روے بپڑے جھڑ جھڑ پوے انگار

اس سے ثابت ہوا کہ باوا صاحب مسلمان نہیں تھے کیونکہ وہ دفنانے کے حق میں نہیں ہیں۔ (اوّل تو یہ کہ مسلمان کی مٹی کو گھمار جلاتا ہے یہ کلمہ مہمل ہے۔ اِس سے ہمارے کسی اصول کی تردید نہیں ہوتی + دیکھنے والی بات یہ ہے کہ حضرت باوا صاحب خود اپنی زبان مبارک سے جلانے کے متعلق فرماتے ہیں۔ یا دفنانے کے متعلق۔ باوا صاحب گرنتھ صاحب آد محلا پہلا میں فرماتے ہیں۔

زن پسر پدر برادران کس نیست دستگیر
آخر بیفتم کس ندارد چوں شود تکبیر

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ عورت۔ لڑکے۔ باپ۔ بھائی موت کے وقت تمہارا کوئی بھی ساتھی نہیں ہونگے تو اسوقت بالکل لاچار اور معذور ہو کر پڑا ہوگا۔ جب تم پر تکبیر یعنی نماز جنازہ کی جائے گی۔ پھر باوا صاحب فرماتے ہیں جنم ساکھی کلاں ص۲۶۶ میں یہ لکھا ہے :-

کی آگاہی کیلئے پھر بیان کرتے ہیں پیر پیغمبر سالک شہداء اور شہید شیخ مشائخ قاضی ملاں در درویش رسید

برکت تنکی اگلے جو پڑھتے رہن درود

یعنی جسقدر پیر پیغمبر سالک اور شہداء وغیرہ گذرے ہیں اور جسقدر شیخ و مشائخ قاضی و ملاں اور درویش وغیرہ ہوئے ہیں وہی لوگ برکات حاصل کرینگے جو درود شریف کا ورد کرتے ہیں یعنی اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید - کی یاد کو اپنے دلمیں تازہ رکھتے ہیں اب ان کھلی کھلی شہادتوں سے بڑھ کر بھلا اور کونسی شہادتیں ہو سکتی ہیں اسی پر اکتفاء نہیں ہے۔ پھر اسی گرنتھ کے ص۱۳۱ میں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

مسلمان ہونے سے تمام مشکلات رفع ہو جاتی ہیں -

ہوئے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکانے

اے اس دنیا کے دکھوں کے سمندر سے پار جانیوالے اگر تو چاہتا ہے کہ سلامتی اور آرام و آسانی سے ان دکھوں کے سمندر کو عبور کرے تو اسکی ایک ہی راہ ہے کہ تو مسلمان بنجا مسلمان ہونے سے تمہاری تمام مشکلات حل و دور ہو جائینگی۔ اب دیکھو یہ شلوک کسقدر صاف و واضح ہے اور باوا صاحب کا اپنا کلام ہے ہم نہیں سمجھتے کہ ان کھلی کھلی اور صاف صاف شہادتوں کے سامنے اور کیا شہادت پیش کیجا سکتی ہے ان امورات سے حضرت باوا صاحب کا اسلام ایسے ہی ظاہر ہے جس طرح روز روشن میں سورج کا وجود ظاہر ہوتا ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں ہے آگے چلکر گرنتھ صاحب کا ایک ایسا زبردست شلوک ہے جو نہایت آسانی سے ان تمام شکوک و شبہات کو دور کر دیتا ہے اور حضرت باوا صاحب کا اسلام نہایت ہی صفائی اور عمدگی سے ایک حق کے دلدادہ کے پیش کرتا ہے چنانچہ گرنتھ صاحب ص۲۹۷ میں یہ لکھا ہے -

جو رسول کو یاد نہیں کرتے وہ دوزخی ہیں

اٹھے پہر پھرندے رہن کھاون سندڑے سول + دوزخ پوندے کیوں رہن جان چیت نہ آوے رسول

وہی لوگ ہر وقت دکھوں میں مبتلا اور سرگرداں رہتے ہیں اور حد سے زیادہ تکالیف اٹھاتے ہیں اور وہی لوگ اپنے آپ کو دوزخ کے سپرد کرتے ہیں جو "رسول" کو یاد نہیں کرتے۔ دیکھو کیسی واضح اور کھلی کھلی شہادت ہے اب ہم نہیں سمجھتے کہ اس شہادت سے بڑھ کر اور کونسی شہادت ہو سکتی ہے کہ حضرت باوا صاحب نے کہیں یہ بھی شلوک کہا ہے کہ وہ لوگ تکالیف اور مصائب میں سرگرداں رہتے ہیں جو برہما اور شوجی کو یاد نہیں کرتے جو تمام گرنتھ اور جنم ساکھی ٹٹولو اور ورق گردانی کرو۔ آپ ہرگز ہرگز کوئی ایسا شلوک نہیں پاؤگے - صرف اسی پر اکتفا نہیں ہے آگے چلکر حضرت باوا صاحب نے نہایت ہی وضاحت اور صراحت کے ساتھ قرآن مجید یا بہ الفاظ دیگر دین اسلام کی حرمت کو کل ادیان سے فضیلت دی ہے اور حضرت باوا صاحب نے بغیر کسی لاگ لپیٹ کے نہایت ہی دھڑلے کے ساتھ کھلے بندوں اس امر کا اظہار فرما دیا

سب کتابوں سے قرآن مجید کو فضیلت

اور کل کتب کے ساتھ مقابلہ کر کے اس امر کو کمال وضاحت اور صراحت سے آشکارہ و مزین کر دیا کہ فی زمانہ جسے ہندو لوگ اپنی اصطلاح میں کل یگ کہتے ہیں اور مسلمان فیج اعوج کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس زمانہ میں جبکہ پاپوں کا زیادہ زور ہے اور دنیا کثرت سے گناہوں میں ملوث ہے ایسے دھندوکارہ کے زمانہ میں اگر کوئی کتاب لوگوں کو گناہوں اور عصیان کی دلدل سے نکالکر تقویٰ طہارت کے باغیچہ میں لا سکتی ہے تو وہ صرف قرآن مجید ہی ہے اگر ایسے نازک وقت میں کوئی عمل دنیا کو ظلمت اور اندھیرے سے نکالکر روشنی کے مینار پر لا کھڑا کریگا۔ تو وہ صرف قرآن مجید ہی ہے جیسا کہ حضرت باوا صاحب نے گرنتھ ص۸۳۶ پر فرمایا ہے -

پٹ وِن پوجا ست وِن سنجم جب وِن کاہے جنیو + ناوھو دھوؤ تلک چڑھاہو سچ وِن سوچ نہ ہوئی

کل پروان کتیب قران - پوتھی پنڈت رہے پران

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ پوجا پاٹ بھی آجکل کام نہیں دے سکتا۔ چھوت چھات کا مسئلہ بھی ناکارہ ثابت ہوا۔ جنو بھی کسی کام نہ آیا۔ اشنان کا کرنا اور ماتھے پر تلک قشقہ لگانے نے بھی کچھ کام نہ دیا۔ ہاں آجکل اس فیج اعوج کے زمانہ میں اگر کوئی کتاب کام آئی تو وہ صرف قرآن مجید اور محض قرآن مجید ہی تھا جسکے سامنے دیگر پوتھیوں (کتب) پنڈت اور پرانوں وغیرہ کی کچھ دال نہ گلی - اسجگہ دیکھو حضرت باوا صاحب نے کس طرح کس کھول کھول کر قرآن مجید کی فضیلت اور تقدیس بیان کی گئی ہے اب اس سے بڑھ کر بھلا اور کیا فوقیت کا اظہار ہو سکتا ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں ہے - دوسری جگہ جنم ساکھی کلاں ص۱۴۷ میں حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔

توریت - زبور - انجیل ترے پڑھ سن ڈٹھے وید + رہی قرآن کتاب کل یگ میں پروار

داغ پوتر دہرتی جو دہرتی ہوئے سمائے

نانکہ نکٹ نہ اوسیا دوزخ سندہی بہائے

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ داغ سے پاک ہو کر قبر میں جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک دوزخ کی ہوا تک نہیں پھٹکتی +

پھر خود دیکھ لو کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی نعش مبارک جلائی نہیں گئی - اب ان بینات کے سامنے اور کس ثبوت کی ضرورت ہے ع

آفتاب آید دلیل آفتاب)

پھر لکھا ہے - واران بھائی گورداس جی

کلو آیو رے کلو آیو رے اک نام جپایو رے ......

نور سنہرار صاحب پہلے یہ کہا گیا تھا کہ اپنے دعوے کا مدار گرنتھ صاحب پر رکھنا مگر کیا مزے کی بات ہے کہ آپنے ایک حوالہ بھی گرنتھ صاحب سے نہیں دیا بلکہ جنم ساکھی واران بھائی گورداس وغیرہ جی سے - مگر خدا کا فضل دیکھئے کہ جو حوالہ آپ تردید اسلام میں پیش کرتے ہیں وہی ہماری تائید میں پڑتا ہے - مثلاً یہی حوالہ - کلو آیو رے کلو آیو رے اک نام جپایو رے - یعنی کل یگ فیج اعوج کا زمانہ آگیا - اور ایک وحدہ لاشریک کی پوجا کرائی (یہ ہماری تائید میں ہے نہ کہ تردید میں - یہ ہمارا ہی دعویٰ ہے کہ ایک خدا کی پوجا کرو - آؤ گرنتھ صاحب سے حضرت باوا نانک صاحب کا شلوک تلاش کریں کہ حضرت باوا صاحب اس کل یگ یعنی فیج اعوج میں نجات پانے کے لئے کس کتاب کی پیروی کا حکم دیتے ہیں گرنتھ صاحب چھوٹا سائز صفحہ ۸۳۶ محلا پہلا -

کل پروان کتاب قرآن - پوتھی پنڈت رہے پران

یعنی کل یگ اس فیج اعوج کے زمانہ میں قرآن مجید کی پیروی کرنے سے ہی نجات ملے گی - اور یہی کتاب قابل قبولیت ہے - اور پوتھی - پنڈت و پران کا زمانہ اب نہیں رہا - اب اس اظہر من الشمس کے لئے کسی تمثیل کی کیا ضرورت :-

آفتاب آمد دلیل آفتاب)

KHILAFAT LIBRARY

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں کہ توریت زبور انجیل اور وید ان ہر سہ کتب کو خود بھی پڑھا۔ اور دوسروں سے پڑھوا کر بھی سُنا۔ اس زمانہ میں جبکہ دنیا میں پاپوں اور گناہوں کی کثرت ہو رہی ہے اگر کوئی کتاب دنیا کو گناہوں سے بچا سکتی ہے تو وہ صرف قرآن مجید ہی ہے۔ اب دیکھو کہ حضرت باوا صاحب نے کس طرح پکار پکار کر اس امر کا اعلان کر دیا ہے کہ اس زمانہ میں اگر کوئی کتاب دُنیا کو گناہوں سے بچا سکتی ہے تو وہ صرف قرآن مجید ہی ہے اور کوئی کتاب ساتھ نہیں دے سکتی۔ چنانچہ اسی کی تائید سکھوں کے آدگرنتھ میں جس پر سکھوں کے مذہب کا دارومدار ہے اسکے صفحہ ۱۲۷۸ پر یہ لکھا ہے اور ہمارے سکھ دوست ضرور ان شلوکوں کو پڑھتے ہونگے مگر خدا جانے ان شلوکوں پر جنپر انسانی نجات کا دارومدار ہے کیوں توجہ نہیں فرماتے بہر حال وہ شلوک یہ ہیں :۔

فریدا بے نمازا کُتیا ایہہ نہ بھلی ریت + کبھی چل نہ آیا پنجے وقت مسیت

اٹھ فریدا وضو ساذ صبح نماز گزار + جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اُتار

جو سر سائیں نہ نویں سو سر کیجے کائیں + کنی ہیٹھ جلائیے بالن سند تھائیں

گرنتھ صاحب میں حضرت باوا فرید کے شلوک درج ہیں اور گرنتھ صاحب آد ایک ایسی کتاب ہے کہ ہمارے سکھ دوستوں کا عقیدہ ہے کہ اسکے ایک حرف سے روگردانی کرنے سے بھی انسان خدا کی رضامندی سے دُور ہو جاتا ہے۔

یہ شلوک صاف پنجابی زبان میں ہیں مگر تاہم میں اس کا سادہ سادہ اُردو ترجمہ کئے دیتا ہوں۔ اے فریدا بے نمازی کُتے کی طرح ہے اور اس کا یہ طریقہ بُرا ہے کیونکہ وہ نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں چلکر نہیں آتا فریدا جلدی اُٹھ اور وضو کر اور مسجد میں جا کر نماز پڑھ۔ کیونکہ جو سر اپنے خالق و مالک کے سامنے نہیں گرتا وہ اُڑائے جانے کے قابل ہے جو سر اپنے خدا کے حضور نہیں گرتا وہ کس کام کا۔ ایسا مغرور سر اُتار کر ہانڈی کے نیچے جلائے جانے کے قابل ہے۔ اب ہم نہیں سمجھتے کہ ان کھلی کھلی اور صاف صاف اور واضح واضح ہدایات کے سامنے کسطرح انکار کی گنجایش ہو سکتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو گرنتھ صاحب کے ان شلوکوں پر چلنے کی توفیق دے۔ تاکہ ہم اس سے روگردانی کرنے سے اس سزا کے مستحق نہ ٹھہریں۔ اس جگہ روگردانی کرنے والوں کیلئے جو سزا مقرر کی گئی ہے + کلمہ شریف مسلمانوں میں ایمان کی رُوح مانا گیا ہے اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت باوا صاحب کلمہ طیبہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں جنم ساکھی صفحہ ۲۲ پر حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں :۔

کلمہ اک یاد کر اور نہ بیا کھو بات + نفس ہوائی رکن دین تس سیو ہیں بات

باوا صاحب فرماتے ہیں ایک کلمہ طیبہ کا ہی باربار ورد کرو اور باقی کا خیال ترک کر دو۔ کیونکہ نفسانی خواہشات اس کلمہ طیبہ سے ہی دُور ہو سکتی ہیں اسجگہ دیکھ لو حضرت باوا صاحب نے کلمہ طیبہ کے متعلق کیا فرمایا ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں ہے۔ اسی کتاب جنم ساکھی کلاں کے صفحہ ۱۰۲ میں یہ بھی صاف لکھا ہوا ہے کہ اس کلمہ سے مُراد کونسا کلمہ ہے چنانچہ حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں :۔

پاک پڑھیو کلمہ رب دا محمد نال ملائے + ہو یا معشوق خدائیدا ہو یا آئل الیہ

خداوند تعالیٰ کا کلمہ طیبہ پڑھو وہ کونسا کلمہ جس کے آگے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم فداہ روحی) کا اسم مبارک ہے یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا کا نہایت ہی پیارا تھا۔ کیونکہ اس نے اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیا تھا +

پھر باوا صاحب آگے چلکر یہ فرماتے ہیں۔ کہ ایسا پاکیزہ اور کلمہ طیبہ کہاں سے حاصل ہوتا ہے سو باوا صاحب فرماتے ہیں جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۴۷ +

توریت - زبور - انجیل ترے پڑھ سن ڈٹھے وید
رہی قرآن کتاب کل یگ میں پروان

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں۔ توریت۔ زبور۔ انجیل کے علاوہ ویدوں کا بھی مطالعہ کیا۔ اسوقت اگر کوئی کتاب دنیا کے لئے نجات کا موجب ہو سکتی ہے تو وہ صرف قرآن مجید ہی ہے اور کوئی کتاب نہیں۔ اب ہم نہیں سمجھتے کہ اس سے بڑھ کر اور کونسا ثبوت ہو سکتا ہے۔ ان دلائل بیّنہ کے سامنے ایک حق جو انسان کی رُوح فوراً پکار اُٹھیگی۔ کہ حضرت باوا صاحب ایک راسخ الاعتقاد مومن تھے +

دستخط مسلمان پریذیڈنٹ عبدالرحمٰن + دستخط ثالث پریذیڈنٹ لالہ نشمبر دیال
دستخط سکھ پریذیڈنٹ باوا مہر سنگھ بحروف گورمکھی -

KHILAFAT LIBRARY

پہلا زیر بحث مسئلہ تو یہاں پر ختم ہوتا ہے ہم نے اپنے اور سکھ مناظر کے دلائل پہلو بہ پہلو رکھ دیئے ہیں ناظرین خود سمجھ لیں کہ حق و فوقیت کسکی طرف ہے میں خود کچھ بھی نہیں کہنا چاہتا اب دوسرا زیر بحث مسئلہ کی بابت تھی کہ باوا نانک صاحب سکھ تھے۔ اسکے مدعی ہمارے سکھ دوست تھے۔ سکھ صاحبان نے یہ خواہش ظاہر کی کہ یہ بحث بجائے تحریری کے تقریری ہو۔ چونکہ وقت تنگ تھا ہم تحریری اور تقریری ہر دو کے تصفیہ کیلئے اب زیادہ وقت نہیں خرچ کرنا چاہتے تھے کیونکہ وقت پہلے ہی بہت صرف ہو چکا تھا۔ زیادہ پبلک کا وقت لینا مناسب سمجھا۔ اور سکھ صاحبان کی خاطر بقیہ بحث کو نہایت خندہ پیشانی سے بجائے تحریری کے تقریری منظور کیا گیا۔ بحث یہ تھی کہ باوا صاحب سکھ تھے چونکہ یہ بحث تقریری تھی اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ ہم اپنے اور بھائی صاحب کے بیانات مثل بحث بالا پہلو بہ پہلو رکھیں کیونکہ سکھ صاحبان یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے یہ باتیں نہیں کہیں۔ بحث تقریری تھی۔ اس صورت میں ہمارے پاس بظاہر انکے منوانے کے لئے کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ہاں اسکے متعلق صرف یہ کہدینا کافی ہوگا۔ کہ دو سوالوں نے سردار صاحب کے تمام دعویٰ اور بحث کو ختم کر دیا۔ اور عین مجلس میں کیا سردار صاحب تا قیامت بھی اس کا جواب نہیں دے سکینگے +

اوّل یہ کہ حضرت باوا صاحب نے اگر کوئی الگ مذہب نکالا۔ تو علیحدہ مذہب کے لئے جس طرح روحانیت کی ضرورت ہے اسی طرح شریعت کی بھی ضرورت ہے۔ اب ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت باوا صاحب نے کوئی الگ مذہب نکالا تو شریعت کے مسائل کا ذکر گرنتھ صاحب میں کیوں نہ کیا گیا۔ گرنتھ صاحب میں یہ کہاں لکھا ہے کہ فلاں کے ساتھ شادی کرنا جائز اور فلاں کے ساتھ ناجائز گرنتھ صاحب میں یہ کہاں لکھا ہے کہ اپنوں کے ساتھ یہ سلوک غیروں کے ساتھ یہ برتاؤ۔ غرضکہ جسقدر مسائل شرعیہ ہیں گرنتھ صاحب میں آپ اس کا کہیں بھی ذکر نہیں پاؤ گے۔ چاہیئے تھا کہ اگر حضرت باوا صاحب کوئی الگ مذہب نکالتے۔ تو اسکی شریعت بھی الگ وضع فرماتے۔ شریعت کا نہ ہونا اس امر کا کافی و وافی ثبوت ہے کہ حضرت باوا صاحب نے کوئی الگ مذہب نہیں نکالا۔ بلکہ آپ مسلم ولی تھے جیساکہ میں پیشتر ذکر کر آیا ہوں +

دوم۔ خالصہ صاحبان کا یہ مسلّمہ اصول ہے کہ "سکھ" کی نسبت "سنگھ" کا درجہ بڑا ہے تو اب آپ بتلائیں کہ حضرت باوا صاحب کے اسم مبارک کے ساتھ "سنگھ" کا اضافہ ہے۔ تو دریں حال آپ خود ہی انصاف فرماویں۔ حضرت باوا صاحب کے درجہ کے متعلق آپ کیا جواب دے سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی جرح تھی جس سے بچکر بھائی صاحب کا نکلنا بہت ہی مشکل تھا۔ چنانچہ یہ دو امور تنقیح کے جواب میں بھائی صاحب کو قطعی خاموش ہونا پڑا اور ہر کہ ومہ پر یہ امر ظاہر و باہر ہو گیا اور بچہ بچہ کی زبان پہ پکار رہی تھی

سنسار ساگر میں اپنی کشتی کو چلانے والے انسانو۔ امراض کی چٹانوں سے بچو!

تاکہ تمہاری کشتی ان سے ٹکرا کر چکنا چور نہ ہو جاوے

KHILAFAT LIBRARY

جناب کوی ونود ویدبھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما ویدا ایڈیٹر طبی اخبارات دیش اپکارک و ویدا امرت اور مصنف متعدد رسالہ جات طبی لاہور کی

رجسٹرڈ

امرت دھارا

رجسٹرڈ

آپ کو بچا بچا کر کنارے پر پہنچاوے گی۔ اور تمہاری جسمانی کشتی کی بہترین حفاظت کرے گی۔ اگر آپ اس کو اپنا

یار و غمگسار ہمیشہ کا ساتھی بناویں

کلجگ میں دوست ملنا مشکل ہے۔ امرت دھارا مصیبت دکھ۔ تشویش کے وقت آپ کی محافظت کرے گی اور سچی دوستی کا ثبوت دے گی۔ یہ ایک ہی دوائی ان تمام اندرونی و بیرونی امراض کا جو اکثر کر کے گھروں میں بوڑھوں بچوں جوانوں یا عورتوں کو ہوتی رہتی ہیں حکمی علاج ہے۔ اور طرفہ یہ ہے کہ اثر اس کا فوراً ہی ظاہر ہوتا ہے

۲۰ ہزار معززین کی یہ متفقہ آواز ہے

کہ امرت دھارا ہر ملک میں ہر موسم میں ہر وقت ہر گھر میں بلکہ ہر جیب میں موجود رہنی چاہئے۔ وقت بے وقت یہ وہ کام دیگی کہ اس کا ایک ایک قطرہ بے بہا معلوم ہوتا ہے۔ مفصل حالات کے واسطے رسالہ امرت مفت طلب کریں۔ قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ/) نصف شیشی ایک روپیہ چار آنہ (عہ/) نمونہ (۸/)

احتیاط امرت دھارا نے اس شہرت کی کرامت سے بہت نام پایا ہے۔ اسکی اتنی بکری ہے کہ خاص امرت دھارا بھون میں امرت دھارا نام سے ایک ڈاکخانہ کھولا گیا ہے جس کی بلڈنگ کا نام امرت دھارا بلڈنگ رکھا گیا ہے امرت دھارا بھون کی رسم افتتاح ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی تھی امرت دھارا کی اس قدر مشہوری کے باعث جھوٹے اشتہار باز ایسی ہی اوصاف والی ادویات کے اشتہار دے رہے ہیں اور بعضوں نے تو عجیب ملتے جلتے نام رکھے ہیں اسواسطے دیکھ کر بچو اور امرت دھارا کے سوائے کوئی نقل نہ خریدو۔ اگر کمی قیمت کا خیال ہو تو امرت دھارا کی نقل آب حیات ۱۲ ار فی شیشی کے حساب سے ہم سے ہی خرید سکتے ہیں۔ یقیناً ہماری نقل بھی ان نقالوں سے بہتر ہوگی۔

خط و کتابت و تار کیلئے پتہ:- **امرت دھارا** برانچ) لاہور

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ مظفر الدین صاحب چھپ کر شیخ محمد یوسف صاحب نے قادیان سے شائع ہوا)